علمی فکری اور نظریاتی جدوجہد کا امین
ماہنامہ
نقیب طلبہ
اسلام آباد
(News Letter)

جلد نمبر 12 | اگست ۲۰۲۰ء | شمارہ نمبر 04

نقیب طلبہ فہرست کے آئینے میں

نمبر شمار	عنوان	تحریر	صفحہ نمبر
۱	اداریہ / دو باتیں	مدیر کے قلم سے	02
۲	سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قدم بقدم	مولانا سجاد ساریہ	03
۳	نجوم ہدایت / حضرت براء بن مالک انصاریؓ	گل اکرام ہزاروی	06
۴	خلیفہ ثالث حضرت سیدنا عثمان ذوالنورینؓ شخصیت و کردار	مولانا تنویر احمد اعوان	10
۵	پاکستان صحابہؓ کے قدموں کا صدقہ	محمد عدیل معاویہ	12
۶	قیام پاکستان سے استحکام پاکستان تک	عبدالسمیع ارشد	14
۷	شیخ الحدیث مفتی محمد نعیمؒ عالم میں تجھ سے لاکھ سہی تو مگر کہاں؟	مولانا محمد جہان یعقوب	16
۸	پاکستان کا قومی پرچم تاریخ استعمال آداب	اکرام الحق چوہدری (سمندری)	19
۹	مسلم طلبہ محاذ طلبہ حقوق کی جدوجہد میں اہم پیش رفت	غلام شبیر منہاس	22
۱۰	حج ایک عاشقانہ عبادت	مولانا طارق نعمان گڑنگی	25
۱۱	اور کارواں بنتا گیا۔۔۔۔	اعزاز الحق عباسی	27

چیف ایڈیٹر
ملک مظہر جاوید

ایڈیٹر
مولانا تنویر احمد اعوان

مجلس مشاورت

مولانا جہان یعقوب
(ایڈیٹر اخبار المدارس)

مولانا عبدالقدوس محمدی
(ترجمان وفاق المدارس العربیہ پاکستان)

خورشید ندیم
(کالم نگار و تجزیہ نگار)

متین خالد
(مصنف و مؤلف)

عبدالستار اعوان
(صحافی و تجزیہ نگار)

عظمت علی رحمانی
(کالم نگار و صحافی)

خاور چوہدری
(کالم نویس)

فیصل جاوید خان
(صحافی)

وسیم عباس
(ایڈیٹر لوح و قلم انٹرنیشنل)

غلام نبی مدنی
(کالم نگار و صحافی)

مجلس ادارت

مولانا شہزاد احمد عباسی
دانش مراد
مولانا محمد احمد معاویہ
عبدالرؤف چوہدری

قانونی مشیر

نیاز اللہ خان نیازی (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

قیمت 40 روپے

@Naqeeb_tulaba

سرکولیشن منیجر عمر فاروق

درسِ قرآن نورھدایت

اور جان کہ جو چیز بطور غنیمت تم کو حاصل ہو تو اس کا پانچواں حصہ اللہ کا ہے اور (اس کے) رسول کا ہے اور قرابت داروں کے لیے اور یتیموں کے لیے اور مساکین کے لیے اور مسافروں کے لیے ہے، اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو، اور جو کچھ ہم نے اپنے بندوں پر (حق و باطل میں) فرق کرنے کے دن نازل فرمایا جس دن کہ دونوں جماعتیں (مؤمن اور کفار) مقابل ہوئیں تھیں، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (سورۃ الانفال۔۴۱۔اکرم التراجم)

درسِ حدیث جوامع الکلام

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ذی الحجہ کی دسویں تاریخ یعنی عیدُ الاضحیٰ کے دن فرزندِ آدم کا کوئی عمل اللہ کو قربانی سے زیادہ محبوب نہیں اور قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ (زندہ ہو کر) آئے گا۔ اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی رضا اور مقبولیت کے مقام پر پہنچ جاتا ہے، پس خوش دلی سے قربانی کرو۔ (اسکو بوجھ مت سمجھو)۔

(ترمذی 1493، ابن ماجہ)

حمد باری تعالیٰ

پیش نگاہ خاص و عام، شام بھی تو، سحر بھی تو
جلوہ طراز اِدھر بھی تو، روح نواز اُدھر بھی تو
ایک نگاہ میں جلال، ایک نگاہ میں جمال
منزل طور پر بھی تو، مسند عرش پر بھی تو
عجز و نیاز بندگی تیری نوازشوں سے ہے
حاکم ہر دعا بھی تو، بارگہ اثر بھی تو
پردہ ءشب میں ہے نہاں، نورِ سحر میں ہے عیاں
آپ ہی پردہ دار بھی، آپ ہی پردہ در بھی تو
تیرا عروج سرمدی، تیرا بیان زندگی
رفعت لامکاں بھی تو، عظمت بام و در بھی تو
تو ہی ہے کائناتِ راز، تو ہی ہے رازِ کائنات
تو ہی محیط ہر نظر، مرکز ہر نظر بھی تو
بندہ ترا نثار ہے ذات و صفات پر تری قلب صبا تو ہی تو، جان دل و جگر بھی تو

صبا اکبرآبادی

نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تری یاد ہمسفر ہے تری یاد دلربا ہے وہ جگہ ہے میری منزل جہاں تیری خاک پا ہے
ترے نور سے ہیں روشن میری راہیں دو جہاں میں
ترا نام بن کے سورج مرے گھر میں چمک رہا ہے
ترے راستوں میں ہر جا کئی چاند منتشر ہیں جو نظر سے دل کی دیکھیں وہ ترا ہی نقش پا ہے
میں ہوں اور طلب ہو تیری، کہاں یہ میری مجال دل راز نا سمجھ ہے دمادم تڑپ رہا ہے
کبھی نور بانٹتا تھا ترا قافلہ جہاں میں مگر آج تیرا مسلم یہ کہاں پہ گھر گیا ہے
اسے اک نظر عطا کر، اسے خود سے آشنا کر
یہی ہے علاج اس کا، ویسے یہ مٹ رہا ہے
تو پیمبر زماں ہے، تیرا نور جاوداں ہے اسے عطا کر خدارا، یہی اس کا آسرا ہے
دل زندہ پھر عطا کر، اسے درد آشنا کر ملے پھر سے قافلے میں وہی جو بچھڑ گیا ہے
ترے نام پے فدا ہو، ترا درد بانٹتا ہو بن جائے اس کی بگڑی سیماب کی دعا ہے

کلام سیماب اویسیؒ

پہلی بات یہ ہے کہ گزشتہ 6 ماہ سے ملک بھر میں تعلیمی ادارے بند ہیں، لاک ڈاون کی وجہ سے تقریباً 5 کروڑ طلبہ کا تعلیمی نقصان ہورہا ہے، نجی تعلیمی ادارے جو شرح خواندگی میں اضافے کا باعث ہوتے ہیں اور تعلیم کے فروغ میں اہم اکائی ہیں، ان اداروں کے پچاس لاکھ لوگ بے روزگار ہو چکے ہیں۔ ان وبائی حالات میں حکومت نے آن لائن کلاسسز کا اجراء کیا مگر دیہی اور دور دراز علاقوں میں رہنے والے طلبہ انٹرنیٹ کی عدم دستیابی اور بجلی کی لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے ان کلاسسز سے محروم یا مشکلات کا شکار نظر آئے ہیں، جب کہ ایس او پیز کے تحت مختلف شعبہ ہائے زندگی کو کھولا گیا، اور موقع پر ان کی اہمیت اور بندش کے نقصانات قوم کو بتائے گے۔

ان حالات میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے ایس او پیز کے تحت ملک بھر کے ملحقہ مدارس کے طلبہ کا سالانہ امتحان لے کر پوری دنیا کے لیے بہترین مثال قائم کی، جو کہ قابل تقلید عمل ہے۔ ارباب اختیار کو چاہیے کہ تعلیمی اداروں کو کھولنے کے حوالے سے نشست و برخاست سے بڑھ کر عملی اقدامات اٹھائیں اور تعلیمی اداروں کو 15 ستمبر کے بجائے عیدالاضحیٰ کے فوراً بعد ایس او پیز کے تحت درس و تدریس شروع کرنے کی اجازت دی جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ سمارٹ لاک ڈاؤن میں جہاں اہم شعبہ ہائے زندگی کو کھولنے کی اجازت دی گئی جب کہ تعلیمی اداروں کو بند رکھا گیا، ان حالات میں طلبہ تنظیموں نے بیداری کا ثبوت دیتے ہوئے موجودہ حالات میں طلبہ کو درپیش مسائل کے حل کے لیے جدوجہد شروع کی اور مؤثر انداز میں اپنی آواز اٹھائی۔ اس حوالے سے طلبہ الائنس مسلم طلبہ محاذ کے نام سے قائم کر کے عمدہ مثال پیش کی۔ اسلام آباد، مری اور ہری پور میں پریس کانفرنسز کر کے قومی و بین الاقوامی سطح پر لاک ڈاؤن میں طلبہ کو آن لائن کلاسسز، یونیورسٹیز کی طرف سے ناحق فیسوں کے اطلاق اور دیگر طلبہ کے حقوق کے حوالے سے موقف اور مطالبات پیش کیے، جو کہ سننے اور مانے جانے کے لائق ہیں۔

گزشتہ تین ماہ میں اکابر علماء کرام کا سانحہ ارتحال یقیناً علم اور برکت کے اٹھ جانے کے مترادف ہے، بالخصوص شیخ الحدیث مولانا خالد محمود صاحبؒ، شیخ الحدیث مولانا عبدالرؤف صاحبؒ، مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحبؒ، شیخ الحدیث مفتی محمد نعیم صاحبؒ، شیخ الحدیث مولانا منظور احمد صاحبؒ، مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ سمیت ہند و پاک کے جید علماء کرام ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ اللہ کریم سب کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین

"والسلام"

مدیر کے قلم سے

تنویر احمد اعوان

بکریاں چرانے کی حکمتیں

حضرت عبدالمطلب کی وفات کا واقعہ ایک اور لحاظ سے بھی بہت اہمیت کا حامل ہے کہ قصی بن کلاب نے جملہ امور ریاست آنحضرت ﷺ کے جد امجد "عبد مناف" کے حوالے کئے تھے جو کہ بعد ازاں ان کے بیٹے اور آپ ﷺ کے پردادا حضرت ہاشم کے حصہ میں آئے، دوسری طرف حضرت ہاشم کے ہی دور میں خانہ کعبہ کی تولیت کے زیادہ تر حقوق بھی حضرت ہاشم نے حاصل کر لئے اور ان سے یہ تمام اختیارات حضرت عبدالمطلب کو بھی وراثتاً حاصل ہوئے، ان کی حیثیت اپنے والد حضرت ہاشم کی طرح مکہ کے سردار کی تھی لیکن ان کی وفات نے دفعتاً بنو ہاشم کے اس رتبہ امتیاز کو گھٹا دیا اور کئی دہائیوں بعد یہ پہلا موقع تھا کہ دنیاوی اعتبار سے خاندان بنوامیہ، خاندان بنو ہاشم پر غالب آ گیا اور مکہ کی مسند ریاست پر ''حرب'' متمکن ہوئے جو "امیہ" کے نامور فرزند تھے۔ حضرت ابوسفیانؓ انہی حرب بن امیہ کے بیٹے تھے اور حرب کے بعد مکہ کے سردار اور سپہ سالار بنے، حرب بن امیہ نے ریاست اور تولیت خانہ کعبہ کے جملہ اختیارات اپنے قبضہ میں کر لئے اور صرف "سقایہ" یعنی حاجیوں کو پانی پلانے کی سعادت ہی حضرت عباسؓ کے پاس باقی رہی تھی جو حضرۃ عبدالمطلب کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔

حضرت عبدالمطلب کے مختلف ازواج سے دس بیٹے تھے، جن میں سے آنحضرت ﷺ کے والد حضرت عبداللہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد جناب ابو طالب ماں کی طرف سے سگے بھائی تھے، اسلئے حضرت عبدالمطلب نے آپ ﷺ کو حضرت ابو طالب کی ہی آغوش تربیت میں دے دیا، اس کے علاوہ حضرت عبدالمطلب نے اپنی وفات کے وقت اپنی بیٹیوں یعنی آپ ﷺ کی پھوپھیوں اروی، امیمہ، برہ، صفیہ، عاتکہ اور ام حکیم البیضاء کو بلا کر آنحضرت ﷺ کی پرورش اور خیال رکھنے کی وصیت کی تھی۔

حضرت ابو طالب اپنے والد کی وصیت کے مطابق حضور ﷺ کو اپنے گھر لے آئے۔ ان کی بیوی حضرت فاطمہ بنت اسد بھی حضور ﷺ سے بہت محبت کرتی تھیں اور حضور ﷺ کی پرورش میں انہوں نے بڑی دلجمعی سے حصہ لیا، حضرت ابو طالب بھی آپ سے بہت محبت کرتے تھے اور مرتے دم تک آپ کے سر پر کسی مضبوط سائبان کی طرح سایہ کئے رکھا، ان کی محبت اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ آپ ﷺ کے مقابلہ میں اپنی سگی اولاد کی بھی پرواہ نہ کرتے اور حضرت عبدالمطلب کی طرح ہر وقت آپ ﷺ کو اپنے ساتھ ساتھ رکھتے تھے۔

حضرت ابو طالب کثیر العیال تھے اس لئے بڑی عُسرت اور تنگدستی سے گزر

بسر ہوتی تھی باوجود کم سنی کے حضور ﷺ نے اپنے چچا کے گھر کی یہ حالت دیکھی تو کام کاج کرنے میں کوئی عار محسوس نہ کی، لوگوں کی بکریوں کو اُجرت پر چراتے اور بکریوں کو مکہ کی ایک پہاڑی ''اجیاد'' کے قریب ''اریقط'' نامی مقام پر لے جایا کرتے تھے اور اس سے جو کچھ اجرت ملتی وہ اپنے چچا کو دیتے۔عرب میں بکریاں چرانا کوئی معیوب کام نہ تھا، بڑے بڑے شرفاء اور امراء کے بچے بکریاں چرایا کرتے تھے اور یہ ان بچوں کے لئے کوئی کام نہیں بلکہ ایک مشغلہ کی حیثیت رکھتا تھا اور عرب طرز معاشرت کا جائزہ لیا جائے تو اسے باآسانی سمجھا جاسکتا ہے۔

زمانہ رسالت میں آپ ﷺ اس سادہ اور پرلطف مشغلہ کا ذکر فرمایا کرتے تھے، ایک مرتبہ آپ ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ اسی جنگل میں تشریف لے گئے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ اراک (پیلو کے درخت) کے پھل چُن رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا" جو سیاہ ہوگیا وہ لے لو کہ وہی سب سے اچھا ہوتا ہے "اس پر صحابہ نے عرض کیا" یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ بھی بھیڑ بکریاں چرایا کرتے تھے؟" فرمایا "ہاں! کوئی پیغمبر ایسا نہیں گزرا جس نے بھیڑ بکریاں نہ

چرائی ہوں۔" دس بارہ سال کی عمر تک آپ ﷺ کا یہ مشغلہ جاری رہا۔

روئے مبارک کے وسیلے سے فیضانِ باراں کی طلب

ابن عساکر نے جلہمہ بن عرفطہ سے روایت کی ہے کہ میں مکہ آیا، لوگ قحط سے دوچار تھے، قریش نے کہا: ابو طالب! وادی قحط کا شکار ہے، بال بچے کال کی زد میں ہیں، چلیے! (کعبہ چل کر) بارش کی دعا کیجیے۔

حضرت ابو طالب ایک بچہ ساتھ لے کر برآمد ہوئے، بچہ ابر آلود سورج معلوم ہوتا تھا، جس سے گھنا بادل ابھی ابھی چھٹا ہو، اس کے اردگرد اور بھی بچے تھے، حضرت ابو طالب نے اس بچے کا ہاتھ پکڑ کر اس کی پیٹھ کعبہ کی دیوار سے ٹیک دی، بچے نے ان کی انگلی پکڑ رکھی تھی، اس وقت آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا نہ تھا، لیکن (دیکھتے ہی دیکھتے) اِدھر اُدھر سے بادل کی آمد شروع ہوگئی اور ایسی دھواں دھار بارش ہوئی کہ وادی میں سیلاب آگیا اور شہر و بیاباں شاداب ہوگئے، بعد میں حضرت ابو طالب نے اسی واقعے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ ﷺ کی مدح میں کہا تھا: "وہ ایسے روشن و منور ہیں کہ ان کے چہرے کی برکت سے بارش مانگی جاتی ہے، یتیموں کے ماویٰ اور بیواؤں کے محافظ ہیں"

آپ ﷺ گانے بجانے کی محفل سے محفوظ

حضرت ابو طالب کے مکان میں قیام کے دوران دو اہم واقعات پیش آئے۔ایک یہ کہ ایک مرتبہ گرمی کے موسم میں مکہ میں ایک جگہ گانے بجانے کی محفل منعقد ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے اس محفل میں شرکت کی خاطر بکریوں کو ایک ساتھی چرواہے کے حوالے کیا اور محفل کے مقام تک پہنچے جو چراگاہ سے دُور تھی، گرمی میں دور تک چل کر آنے سے آپ ﷺ بہت تھک گئے تھے اور محفل ابھی شروع نہیں ہوئی تھی، اس لئے آپ ﷺ ایک درخت کے سایہ تلے لیٹ گئے تو آنکھ لگ گئی، جب بیدار ہوئے تو محفل ختم ہو چکی تھی، اس طرح آپ ﷺ اس محفل سرور میں شریک نہ ہو سکے اور آئندہ بھی آپ ﷺ کو اس طرح کے لہو ولعب میں شرکت کرنے کا خیال تک نہ آیا۔

آپ ﷺ بت پرستی سے محفوظ

دوسرا واقعہ یہ کہ ایک مقام پر کھجور کے دو مقدس درخت تھے، جہاں بوانہ نامی بت نصب تھا، لوگ وہاں جا کر بت کے سامنے جانور ذبح کیا کرتے تھے سر منڈاتے اور دیگر مشرکانہ رسوم ادا کرتے تھے، حضور ﷺ کو ہر سال اس تقریب میں شرکت کے لئے کہا جاتا، مگر آپ ﷺ انکار فرماتے۔ ایک مرتبہ چچاؤں اور پھوپھیوں کے اصرار پر آپ ﷺ وہاں گئے، لیکن بہت دیر تک نظروں سے اوجھل رہے، جب دکھائی دیئے تو چہرے پر خوف کے آثار تھے، پھوپھیوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ جب بھی اُس بُت کے قریب جانا چاہتا تو ایک سفید رنگ اور دراز قد شخص میرے قریب آتا اور کہتا کہ "اے محمد (ﷺ)! پیچھے ہٹ جایئے اور بت کو ہاتھ مت لگایئے" اس واقعہ کے بعد آپ ﷺ کسی ایسی تقریب میں نہیں گئے، جہاں بتوں پر بھینٹ چڑھائی جاتی تھی۔

ایک بار قبیلہ لہب کا ماہر قیافہ شناس مکہ آیا، سب لوگ اپنے بچوں کو اس کے پاس لے گئے، حضرت ابوطالب بھی اپنے بچوں کے ساتھ حضور ﷺ کو اس کے پاس لے گئے، اس نے آپ ﷺ کو دیکھا اور پھر کسی کام میں مشغول ہوگیا، تھوڑی دیر بعد اس نے آپ کو اپنے سامنے لانے کو کہا، لیکن حضرت ابوطالب نے اس کا تجسس دیکھ کر آپ ﷺ کو اپنے گھر بھیج دیا، اس نے کہا کہ اس بچہ کو میرے پاس لاؤ، خدا کی قسم! وہ بہت بڑا آدمی بننے والا ہے۔

شام کا تجارتی سفر

حضرت ابوطالب کا پیشہ بھی اپنے آباؤ اجداد کی طرح تجارت تھا، وہ سال میں ایک بار تجارت کی غرض سے ملک شام کو جاتے تھے، آپ ﷺ کی عمر تقریباً بارہ برس تھی کہ حضرت ابوطالب نے حسب دستور شام کے تجارتی سفر کا ارادہ کیا، آپ ﷺ نے بھی ان کے ساتھ چلنے کی خواہش کا اظہار کیا، حضرت ابوطالب نے آپ ﷺ کی کم عمری، دوران سفر مشکلات اور تکلیفوں یا کسی اور وجہ سے آپ کو ساتھ نہ لے جانا چاہا، لیکن آنحضرت ﷺ کو اپنے شفیق چچا سے اتنی محبت تھی کہ جب حضرت ابوطالب چلنے لگے تو آپ ﷺ ان سے لپٹ گئے، اب حضرت ابوطالب کے لئے بھی آپ ﷺ کو خود سے جدا کرنا ممکن نہ رہا اور آپ ﷺ کو بھی ساتھ لے لیا۔

مؤرخین کے مطابق اسی سفر شام کے دوران ایک عیسائی راہب "بحیرہ" کا مشہور واقعہ پیش آیا، جس نے آپ ﷺ میں کچھ ایسی نشانیاں دیکھیں جو ایک آنے والے پیغمبر کے بارے میں قدیم آسمانی کتب میں لکھی تھیں، اس نے حضرت ابوطالب کو بتایا کہ اگر شام کے یہود یا نصاریٰ نے یہ نشانیاں پالیں تو آپ ﷺ کی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے، چنانچہ حضرت ابوطالب نے یہ سفر ملتوی کر دیا اور واپس مکہ آ گئے۔

اس واقعہ کو ان شاء اللہ اگلی قسط میں تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔

جاری ہے۔۔۔۔

سیرت المصطفیٰ ﷺ: مولانا محمد ادریس کاندھلوی
الرحیق المختوم: مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری

.........*.......

بقیہ سیدنا عثمان ذوالنورینؓ شخصیت و کردار

قرآن مجید سورہ البقرہ کی آیت: 137 ترجمہ؛ (تمہارے لئے اللہ کافی ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سننے اور جاننے والا ہے) کی تلاوت فرما رہے تھے، آپ 12 سال 6 ماہ تک مسند خلافت پر متمکن رہ کر امت کی خدمت کرتے رہے، بالآخر حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں حیاء و وفا کے عظیم پیکر کی نماز جنازہ ادا کر کے کوکب نامی باغ میں دفن کیا گیا۔

نجوم ہدایت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار صحابہ کرام کی اسلام کیلئے عظیم قربانیوں کے تذکروں سے بھرپور سلسلہ "تابندہ ستارے"

انتخاب

گل اکرام ہزاروی

وہ پراگندہ بال، نحیف الجثہ، ہلکے پھلکے، دبلے پتلے اور چھریرے بدن کے مالک تھے۔ بظاہر ان کی شخصیت میں کوئی کشش نہ تھی، دیکھنے والے ان کے اوپر ایک اچٹتی نظر ڈال کر اپنی نگاہیں پھیر لیتے تھے، لیکن اس کے باوجود ان کی شجاعت اور جواں مردی کا یہ حال تھا کے جنگ مغلوبہ میں دشمن کی کثیر تعداد کو قتل کرنے کے علاوہ انفرادی جنگ میں انہوں نے ایک سو مشرکین کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔ وہ تلوار کے دھنی، نہایت شجاع اور جنگ کے وقت آگے بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے والے تھے، اسی لئے حضرت عمر فاروقؓ نے مختلف صوبہ جات کے گورنروں کو حکم دیا تھا کہ انہیں لشکر مجاہدین کے دستے کی قیادت پر مامور نہ کیا جائے کیونکہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ اپنے اقدام کے ذریعے انہیں ہلاکت میں ڈال دیں گے۔

یہ ہیں خادم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس کے بھائی حضرت براء بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ ان کی جرات و شجاعت کے کارنامے اتنے زیادہ ہیں کہ اگر ہم ان کو بیان کرنے لگے تو سلسلہ بیان دراز اور وقت تنگ ہوجائے گا، اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دلیرانہ کارناموں میں سے صرف ایک کا ذکر کر دیا جائے جو ان کے دوسرے کارناموں پر روشنی ڈالنے کے لیے کافی ہو۔

اس کہانی کا آغاز اس وقت ہوتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

جب عرب قبائل بڑی تعداد میں دین اسلام کو چھوڑ کر اس طرح نکل گئے جس طرح وہ فوج در فوج اس میں داخل ہوئے تھے حتی کہ مکہ، مدینہ، طائف اور ادھر ادھر کے چند قبائل کے سوا جن کے قلوب کو اللہ تعالی نے ایمان پر جما دیا تھا کوئی اسلام پر باقی نہیں رہ گیا تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان ہلاکت خیز اور تباہ کن فتنوں کے سامنے سینہ سپر ہو گئے، اور ان کے مقابلے کے لیے بلند اور مضبوط پہاڑ کی طرح ڈٹ گئے، ان فتنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے انہوں نے مہاجرین اور انصار پر مشتمل 11 لشکر ترتیب دیے اور ان کے لئے 11 علم تیار کر کے ان کے قائدین کے حوالے کرتے ہوئے انہیں جزیرہ عرب کے مختلف علاقوں میں روانہ کیا تا کہ مرتدین کو حق و ہدایت کی راہ میں واپس لائیں اور دین حق سے منحرف ہونے والوں کو بزور شمشیر جادہ حق کی طرف پلٹنے پر مجبور کر دیں، ان مرتدین میں مسیلمہ بن حبیب کذاب کا قبیلہ بنو حنیفہ کثرت تعداد، جنگی مہارت اور شجاعت و دلیری کے لحاظ سے سب سے زیادہ مضبوط تھا، مسیلمہ کی حمایت وتائید کے لیے اس کے اپنے قبیلہ اور اس کے حلیف قبائل کے چالیس ہزار جنگجو اکٹھے ہو گئے تھے، ان کی اکثریت نے مسیلمہ پر ایمان لانے کے بجائے محض قبائلی عصبیت کی بنا پر اس کی پیروی اختیار کی تھی۔ ان میں سے بعض کا کہنا یہ تھا کہ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کے مسیلمہ جھوٹا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں۔ مگر ربیعہ کا کذاب (مسیلمہ) مضر کے صادق (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقابلے میں ہمارے نزدیک زیادہ پسندیدہ

ہے۔ مسیلمہ نے مسلمانوں کے لشکر کو جو اس سے لڑنے کے لیے حضرت عکرمہ بن ابی جہل کی قیادت میں نکلا تھا، شکست دے کر الٹے پاؤں واپس ہونے پر مجبور کر دیا تھا، اس کی جگہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں دوسری فوج روانہ کی، جس میں انہوں نے انصار و مہاجرین میں سے بڑے بڑے صحابہ کرام کو جمع کر دیا تھا، اس فوج کے ہراول دستہ میں براء بن مالک انصاریؓ اور کچھ دوسرے بہادر اور جانباز مسلمان مجاہدین شامل تھے، دونوں فوجیں نجد میں یمامہ کے مقام پر ایک دوسرے سے ٹکرائیں اور جنگ شروع ہونے کے تھوڑی ہی دیر بعد مسیلمہ کا پلہ بھاری ہونے لگا۔

زمین مسلمانوں کے پاؤں کے نیچے سے سرکنے لگی اور وہ اپنی جگہ سے ہٹنے لگے، یہاں تک کہ مسیلمہ کے حامیوں نے آگے بڑھ کر حضرت خالد بن ولیدؓ کے خیمے پر حملہ کر دیا اور اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور اگر بنو حنیفہ ہی کے ایک شخص (مجاعہ) نے امان نہ دی ہوتی تو انہوں نے ان کی بیوی (حضرت ام حکیم) کو قتل بھی کر دیا گیا ہوتا، اس وقت مسلمانوں کو سخت خطرے کا احساس ہوا، انہوں نے بڑی شدت کے ساتھ اس بات کو محسوس کیا کہ اگر وہ مسیلمہ سے شکست کھا جاتے ہیں تو آج کے بعد نہ کوئی اسلام کی حمایت میں کھڑا ہو سکے گا اور نہ پورے جزیرہ عرب میں خدا وحدہ لا شریک کی پرستش ممکن ہو گی۔ یہ احساس ہوتے ہی حضرت خالد بن ولیدؓ بڑی

سرعت کے ساتھ فوج کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کی از سر نو ترتیب قائم کی کہ مہاجرین کو انصار سے اور بادیہ نشین قبائل کو ایک دوسرے سے الگ کر دیا اور ہر قبیلے کے افراد کو انہیں میں سے کسی کی قیادت میں منظم کیا، تا کہ جنگ میں ہر ایک فریق کو کارکردگی کا صحیح اندازہ ہو سکے اور یہ معلوم ہو جائے کہ مسلمان فوج کس محاذ پر کمزور پڑ رہی ہے۔ دونوں فوجوں میں ایسی سخت خون ریز جنگ برپا ہوئی کہ اس سے قبل مسلمانوں کی جنگ کی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں گزری تھی۔

مسیلمہ کی قوم نے اس جنگ میں غیر معمولی ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا، وہ معرکہ کارزار میں مضبوط چٹانوں کی طرح ڈٹ گئے اور انہوں نے اپنے مقتولین کی کثرت کی کوئی پرواہ نہیں کی اور نہ اس کی وجہ سے انہوں نے اپنے حوصلے پست ہونے دیے اور نہ ان کے قدموں میں لغزش آئی۔

مسلمان مجاہدین نے بھی حیرت انگیز بہادری اور بے مثال جوان مردی کے مظاہرے کئے اور جرات و شجاعت کے ایسے شاندار اور فقید المثال کارنامے سرانجام دیے کہ اگر ان کو یکجا کر کے مرتب کر دیا جائے تو ایک لاجواب رمزیہ وجود میں آجائے۔

یہ ہیں انصار کے علمبردار حضرت ثابت بن قیسؓ، وہ اپنے جسم پر خوشبو لگاتے ہیں، کفن پہنتے ہیں اور زمین میں گھڑا کھود کر اس میں پنڈلیوں تک اتر کر کھڑے ہو جاتے ہیں اپنی جگہ پر جم کر لڑتے ہیں اور اپنے قبیلہ کے جھنڈے کی حفاظت کرتے ہیں اور لڑتے لڑتے شہید ہو جاتے ہیں۔

اور یہ ہیں حضرت عمر فاروقؓ کے بھائی حضرت زید بن خطابؓ جو مسلمانوں کو للکار رہے ہیں لوگو! دشمن پر کاری ضرب لگاؤ اور اس کو مارتے کاٹتے آگے بڑھتے رہو، لوگو! میں اس کے بعد اب اس وقت تک کوئی بات نہیں کروں گا جب تک مسیلمہ کو شکست نہ ہو جائے یا میں خدا کی بارگاہ میں حاضر نہ ہو جاؤں تا کہ وہاں اپنی معذرت پیش کر سکوں، پھر انہوں نے دشمن پر ایک زبر دست حملہ کیا یہاں تک کہ جام شہادت نوش فرمالیا۔

اور یہ ہیں حضرت ابوحذیفہ کے مولی حضرت سالمؓ، مہاجرین کا علم ان کے ہاتھ میں ہے ان کے متعلق مہاجرین کو ایک اندیشہ یہ لاحق ہوا کہ کہیں ان کی طرف سے کسی کمزوری یا پسپائی کا اظہار نہ ہو تو انہوں نے کہا کہ ہم کو خطرہ ہے کہ کہیں آپ کی طرف سے دشمن ہمارے اوپر حملہ نہ کر دے، تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر میری طرف سے کسی بھی قسم کی کمزوری اظہار ہوا اور دشمن میری طرف سے تمہارے اوپر حملہ کرنے کی راہ پالیں تو میں بدترین حامل قرآن ٹھہروں گا یہ کہہ کر وہ دشمن پر ٹوٹ پڑے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

جواں مردی اور شجاعت کے یہ سارے کارنامے حضرت براءؓ بن مالکؓ کی دلیری اور شجاعت کے آگے ہیچ ہیں کہ جب حضرت خالد بن ولیدؓ نے جنگ کے شعلوں کو تیزی سے بڑھتے ہوئے دیکھا تو حضرت براء بن مالک کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے بولے کہ انصاری نوجوان !دشمن پر حملہ کرو تو حضرت براء بن مالک نے اپنے قبیلے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ سارے لوگوں میں سے کوئی شخص مدینہ واپس لوٹنے کی بات نہ سوچے ،آج کے بعد تمہارے لیے مدینہ نہیں ہے۔ آج تو صرف اللہ وحدہ لاشریک کی رضا کی طلب ہے اور۔۔۔اور پھر جنت۔۔۔پھر انہوں نے مشرکین پر حملہ کر دیا۔اس حملے میں ان کے قبیلے کے لوگوں نے ان کا بھرپور ساتھ دیا، وہ صفوں کو چیرتے ،شمشیر زنی کے جوہر دکھاتے اور دشمنوں کی گردنوں پر اس کی تیزی آزماتے رہے، یہاں تک کے مسیلمہ اور اس کے سپاہیوں کے قدم اکھڑ گئے اور انہوں نے بھاگ کر اس میں پناہ لی جو اس کے بعد تاریخ میں "حدیقۃ الموت" کے نام سے مشہور ہوا، اس لیے کہ اس روز اس باغ میں بہت کثیر تعداد میں لوگ قتل ہوئے اور وہاں کشتوں کے پشتے لگ گئے تھے۔

"حدیقۃ الموت" ایک بہت وسیع و عریض باغ تھا اور اس کی فصلیں نہایت بلند بالا تھیں ،مسیلمہ اور اس کے ہمنواؤں نے اس میں پناہ لینے کے بعد اس کے دروازے اندر سے بند کر دیئے اور اس کی اونچی دیواروں کے پیچھے خود کو محفوظ کر لیا اور اندر سے مسلمانوں پر تیروں کی بارش کرنے لگے اس وقت اسلام کے جانباز اور بہادر فرزند حضرت براء بن مالک آگے بڑھے اور بولے کہ لوگو! مجھے ڈھال پر بٹھا کر نیزوں کے سہارے اوپر اٹھاؤ اور دروازے کے قریب باغ کے اندر پھینک دو تا کہ میں یا تو شہادت کا درجہ حاصل کر لوں یا تمہارے لیے دروازہ کھول دوں گا۔

حضرت براء بن مالک نہایت ہلکے پھلکے اور دبلے پتلے تھے اور فوراً ایک ڈھال پر بیٹھ گئے اور دسیوں نیزوں نے انہیں اوپر اٹھا لیا اور ان کو حدیقۃ الموت کے اندر مسیلمہ کے ہزاروں فوجیوں کے درمیان پھینک دیا گیا، اندر پہنچتے ہی وہ دشمنوں کے اوپر بجلی بن کر گرے ،وہ دروازے کے پاس برابر لڑتے رہے اور ان کی گردنیں تلوار سے قلم کرتے

رہے یہاں تک کہ انہوں نے دس آدمیوں کو قتل کر دیا اور دروازہ کھول دیا اس وقت ان کے جسم پر تیروں اور تلواروں کے اسی سے اوپر زخم تھے، مسلمانوں نے دیواروں اور دروازوں کے راستے حدیقۃ الموت پر دھاوا بول دیا اور اس میں پناہ لینے والے مرتدین کو اپنی تلواروں کی دھار پر رکھ لیا اور تقریبا بیس ہزار مشرکین کو واصل جہنم کرنے کے بعد مسیلمہ تک پہنچ کر اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا۔ حضرت براء کے زخموں کے علاج کرنے کے لئے ان کو خیمے میں اٹھا کر لایا گیا۔ حضرت خالد بن ولید دوا علاج کے سلسلے میں ایک ماہ تک ان کے پاس ٹھرے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالی نے ان کو شفاء کامل سے نوازا اور ان کے ہاتھوں مسلمانوں کو شاندار فتح عطا فرمائی۔

حضرت براء بن مالکؓ اس دولت شہادت کو پانے کی حسین آرزو کو ہمیشہ اپنے سینے سے لگائے رہے اور برابر اس کی جستجو میں سرگرداں رہے جو حدیقۃ الموت کے روز ان کو حاصل ہوتے ہوتے رہ گئی تھی، اور وہ اپنے اس عظیم مقصد کو حاصل کرنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات سے سرفراز ہونے کے لیے یکے بعد دیگرے بہت سے معرکوں میں شریک ہوئے اور ان کے خطرناک ترین مواقع پر پہنچ کر لڑتے رہے۔ حتی کے وہ وقت آ گیا جب مسلمانوں نے ایران کے مشہور شہر "تستر" کو فتح کرنے کے لیے اس کا محاصرہ کیا۔

اہل فارس ایک مضبوط اور مستحکم قلعے میں پناہ گیر ہو گئے اور مسلمانوں نے اس کو چاروں طرف سے اپنے محاصرے میں لے لیا۔ جب محاصرے کا یہ سلسلہ زیادہ طویل ہو گیا اور اہل ایران کی پریشانیاں حد سے بڑھ گئی تو وہ قلعہ کی فصیلوں سے لوہے کی زنجیریں لٹکانے لگے جن کے سروں سے فولادی انکس جڑے ہوئے تھے جن کو آگ میں تپا کر انگاروں کی طرح سرخ کر دیا جاتا وہ نوکیلے اور دھکتے ہوئے انکس مسلمانوں کے جسموں دھنس جاتے اور وہ ان میں پھنس کر رہ جاتے اور ایرانی اوپر سے زنجیروں کے ذریعے ان کو اپنی طرف کھینچ لیتے تھے۔ ان انکسوں میں پھنس کر مسلمان یا تو موت کے گھاٹ اتر جاتے یا موت کے قریب ہو جاتے تھے، انہی میں سے ایک انکس حضرت براء کے بھائی حضرت انس بن مالک کے جسم میں دھنس گیا تھا، یہ دیکھتے ہی براءؓ قلعہ کی دیوار کی طرف لپکے اور جھپٹ کر اس زنجیر کو مظبوطی کے ساتھ پکڑ لیا جو ان کے بھائی کو اٹھائے لے جا رہی تھی۔ وہ اس کو اپنے بھائی کے جسم سے نکالنے کی کوشش کرتے رہے، اس کوشش میں ان کے دونوں ہاتھ بری طرح جل گئے مگر انہوں نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی اور اپنے بھائی کو اس انکس کی گرفت سے چھڑائے بغیر زنجیر کو اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ بھائی کو نجات دلانے کے بعد وہ زمین پر گر پڑے، اس وقت ان کے ہاتھوں کا سارا گوشت جل چکا تھا اور صرف ہڈیاں باقی رہ گئی تھیں۔ اس غزوہ کے موقع پر حضرت براء بن مالک نے دعا کی تھی کہ اللہ تعالی ان کو شہادت عطا فرمائے۔ ان کی اس دعا کو بارگاہ الہی میں شرف قبولیت حاصل ہوئی اور دیرینہ تمنا پوری ہوگئی جس کو وہ مدتوں اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھے، وہ میدان جنگ میں شہید ہو کر گرے اور دیدار خداوندی کے بیش بہا اور قابل رشک نعمت سے سرفراز ہو۔ اللہ تعالی حضرت برأء بن مالک انصاریؓ کے چہرے کو جنت میں شگفتہ اور تروتازہ رکھے اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی کرے، اللہ ان سے راضی ہو جائے وران کو خوش کر دے۔ آمین ثم آمین

بحوالہ: صورۃ من الحیاۃ الصحابہ

مصنف۔ ڈاکٹر رأفت پاشا

....*.....

خلیفہ ثالث سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

شخصیت و کردار

مولانا تنویر احمد اعوان

پاکیزہ طبیعت، حلیم و بردبار، فراخ دل و سخی، صبر و استقامت کا پیکر مجسم، شرم و حیاء کا استعارہ، داماد رسول، ذوالنورین، خلیفہ ثالث، شہید مظلوم، قاری قرآن یہ تمام صفات سے متصف۔۔۔۔۔واقعہ فیل سے چھ سال بعد عفان بن ابی العاص بن امیہ اور اروی بنت کریز بن ربیعہ کے آنگن میں آنکھیں کھولنے بچے کی تھیں، جنہیں دنیا خلیفہ رابع امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نام نامی سے جانتی ہے، جب کہ سلسلہ نسب میں آپ کی نانی ام الحکیم بیضاء حضرت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نانی نبی کریم ﷺ کی حقیقی پھوپھی تھی، یہ نبی کریم ﷺ کے والد عبداللہ کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئیں تھیں (استیعاب لابن عبدالبر)۔

رسول اللہ ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت پر لبیک کہہ کر السابقون الاولون کی صف میں شامل ہوگئے، سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے نکاح نبی کریم ﷺ کے اعلان نبوت سے پہلے ہوا، قبول اسلام کے بعد حبشہ اور مدینہ ہجرت کرنے کی سعادت حاصل کی، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنی دوسری بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو آپ کے عقد میں دے دیا، اور سن 9 ہجری میں ان کی وفات کے موقع پر ارشاد فرمایا " اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو یکے بعد دیگرے ان سب کا نکاح عثمان کے ساتھ کر دیتا۔" ہجرت مدینہ کے بعد بئر رومہ خرید کر اس کا میٹھا پانی مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا، اسی طرح مسجد نبوی کی توسیع کے لیے زمین 20 ہزار درھم میں خرید کر لسان نبوت سے جنت کی بشارت کے مستحق ٹھہرے، اسی طرح صلح حدیبیہ کے موقع پر اپنی جان کو خطرے میں ڈالتے ہوئے اسلامی سفارت کے فرائض سرانجام دیئے، جب کہ آپ کی شہادت کی افواہ پر ردعمل میں ساڑھے چودہ سو صحابہ نے قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی، جسے اسلامی تاریخ میں بیعت رضوان کہا جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کو حضرت عثمان کا ہاتھ قرار دے کر اسے اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا اور فرمایا " یہ عثمان کی بیعت ہے۔" (بخاری) غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو شخص جیش عسرہ تیار کرے گا اس کے لیے جنت ہے۔" اس موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسلامی لشکر کی تیاری میں اتنا مال خرچ کیا کہ کوئی دوسرا اس کار خیر میں ان کی برابری نہ کر سکا۔ (بخاری۔2778) آپ کاتب وحی

ہونے کے علاوہ نبی کریم ﷺ کا انتہائی قرب حاصل تھا۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے "جنت میں ہر نبی کا ایک ساتھی ہو گا اور میرا ساتھی عثمان ہے۔" حضرت اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اے عثمان! اللہ تجھے خلافت کی ایک قمیص پہنائے گا، جب منافق اسے اتارنے کی کوشش کریں تو اسے مت اتارنا یہاں تک کہ مجھ سے آ ملو۔" وصال نبوت کے بعد حضرات شیخین کے معاون و مشیر رہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کی منتخب کردہ چھ رکنی کمیٹی نے آپ کو متفقہ طور پر خلیفہ مقرر کیا، آپ کے بارہ سالہ مثالی دورِ خلافت میں اسلامی سلطنت کا دائرہ وسیع تر ہو کر آذربائیجان، آرمینیا، طرابلس، الجزائر اور مراکش فتح ہوئے 28ھ میں بحیرہ روم میں شام کے قریب قبرص، 30ھ میں طبرستان، 33ھ میں قسطنطنیہ سے متصل مرورد، طالستان اور جوزجان فتح ہوئے، جب کہ فتوحات کا یہ سلسلہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد تعطل کا شکار ہو گیا۔

آپ کا سب سے بڑا کارنامہ قرآن مجید کو اختلاف و تحریف سے محفوظ کرنا اور ایک قرات پر امت مسلمہ پر جمع کرنا ہے، آپ نے ام المومنین حضرت حفصہؓ سے عہد صدیقی کا مرتب اور مدون کیا ہوا

نسخہ حضرت زید بن ثابتؓ، عبداللہ بن زبیرؓ اور سعید بن العاصؓ سے اس کی نقلیں کروا کر تمام صوبوں کے صدر مقام کی طرف روانہ کیں۔

امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے اخیر حصے میں یہودیوں اور مجوسیوں نے مختلف انداز میں فتنوں اور سازشوں پروان چڑھانا شروع کیا، جس کے نتیجے میں بصرہ، کوفہ اور مصر سے تقریباً دوہزار فتنہ پرداز (باغی) اپنے مطالبات منوانے کے لئے حاجیوں کے روپ میں مدینہ پہنچ کر حضرت عثمان غنیؓ کے مکان کا محاصرہ کرلیا جو 40 روز تک جاری رہا، باغیوں نے کھانا پانی سب جانے کے راستے بند کر دیئے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کچھ کھانے پینے کی چیزیں پہنچانے کی کوشش کی تو باغیوں نے رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ اور ام المؤمنین کا لحاظ رکھے بغیر بے ادبی سے انہیں واپس کر دیا۔

جانثار صحابہ کرام اور نوجوانوں نے آپ کے دفاع اور سرکوبی کے لیے اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا "'' میں اپنی ذات یا اپنی خلافت کی خاطر مسلمانوں کی تلواریں باہم ٹکراتے نہیں دیکھ سکتا''۔ جمعۃ المبارک اٹھارہ ذوالحجہ 35ھ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تشریف فرما ہیں اور رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں: عثمان جلدی کرو، ہم تمہارے افطار کے منتظر ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے بیدار ہو کر لباس تبدیل کیا اور تلاوت قرآن مجید میں مشغول تھے کہ باغیوں نے حملہ کر کے 88 سال کی عمر میں شہید کر دیا، اس وقت آپ

بقیہ صفحہ نمبر 24

پاکستان صحابہ رضی اللہ عنہم کی قدموں کا صدقہ ہے

محمد عدیل معاویہ

وطن عزیز پاکستان اسلام کے نام پہ معرض وجود میں آیا ہے۔ بہت سے لوگوں کے ذہنوں میں یہ سوال آتا ہے کہ ہندوستان میں اسلام پہنچانے والے کون لوگ تھے؟ کیونکہ اسلام تو عرب میں آیا تھا اور ہندوستان خالص عجمی ملک اور جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ یہ ہندو مذہب کا مسکن تھا۔ آخروہ کون لوگ جو یہاں اسلام کے پیغام کو لائے اور پھر وہی اسلام دو قومی نظریہ کی بنیاد قرار پایا اور پیارا ملک پاکستان دنیا کے نقشے پہ ابھرا۔اس سوال کے جواب کے لیے اگر تاریخ میں نظر دوڑائیں تو پتہ چلتا ہے کہ 12 ربیع الاول 11 ہجری کو سردار دوجہاں ﷺ نے دنیا سے پردہ فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ مسلمانوں کے خلیفہ اول بنے۔دوسال بعد ان کا بھی انتقال ہوا تو 13 ہجری میں حضرت عمر فاروق ؓ نے خلیفہ دوم کی حیثیت سے ذمہ داریاں سنبھال لیں اور اللہ کے خاص فضل وکرم سے انہوں نے خلافت کی یہ بہت بڑی ذمہ داری اس احسن طریقے سے ادا کی کہ دنیا جسے دیکھتے ہی دنگ رہ گئی،کیونکہ آپ ؓ کا زمانہ اقتدار اسلام کا سنہری باب ہے،اس دورہ زریں میں اسلام دنیا کے مختلف خطوں تک پہنچا اور یوں دیکھتے ہی دیکھتے کرہ ارض کے 22 لاکھ مربع میل اسلامی قلمرو کے زیر نگیں آ گیا۔

15 ہجری میں حضرت عمر فاروق ؓ نے حاکم طائف حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی ؓ کو بحرین اور عمان کا گورنر بنا کر بھیجا، اور طائف میں آپ ؓ کی جگہ حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی ؓ کی تقرری فرمائی۔حضرت عثمان ؓ نے اپنے بھائی حضرت حکم بن ابی العاص ؓ کو اپنا نائب مقرر کر کے بحرین روانہ کیا اور خود عمان تشریف لے گئے۔خلیج عمان کے سواحل پر سے سواحل سندھ و ہند پر برابر آتے جاتے رہتے تھے اور زمانہ قدیم سے تجارت نے ادھر سے ایک دریائی راستہ کھول رکھا تھا۔دوسری طرف حضرت عثمان ؓ کو قدرت نے قابل رشک صلاحیتوں سے نوازا تھا،تبھی تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو کم عمری ہی میں حاکم طائف بنا دیا تھا۔پانچ سال بعد آپ ؓ نے اسی قدرتی استعداد کا استعمال کر کے تاریخ اسلام میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیے جو تا قیامت یاد رکھے جائیں گے۔آپ ؓ کا شمار خیار صحابہ ؓ میں ہوتا تھا اور اس کے علاوہ یہ اعزاز آپ ؓ کو حاصل ہے کہ آپ ؓ کی وجہ سے سندھ (موجودہ پاکستان) میں سب پہلے مسلم مجاہدین یعنی صحابہ کرام ؓ نے قدم رکھا۔

حضرت عثمان بن ابی العاص ؓ نے ایک بیڑا تیار کروایا کر سندھ کی طرف روانہ کیا،ان لوگوں نے سواحل سندھ پر پہنچتے ہی شہر تانہ (تھانہ ممبئی) پر کامیاب حملہ کیا اور اللہ کے فضل وکرم سے بہت سارا مال غنیمت لے کر واپس لوٹے۔13 ہجری کے اس واقعہ کے بعد 15 ہجری میں حضرت عثمان ؓ نے ایک بار پھر سندھ پر حملہ کرنے کی ٹھان لی۔اس مرتبہ آپ ؓ نے اپنے دو بھائیوں کو الگ الگ دستے دے کر

ہندوستانی ساحلی شہروں اور سندھ کی روانہ کر دیا۔ پہلے بھائی حضرت حکم بن العاصؓ کو ہند کی اہم بندرگاہ بروص (بھڑوچ، گجرات) اور اپنے دوسرے بھائی حضرت مغیرہ بن العاصؓ کو سندھ کی اہم بندرگاہ دیبل (دھابے جی، کراچی) پر حملہ آور ہو نے کے لیے روانہ فرمایا۔ حضرت مغیرہ بن العاصؓ نے لشکر اسلام ساتھ کو لے کر بحرین سے براہ راست سندھ کی اہم بندرگاہ پر حملہ کر دیا۔ حضرت مغیرہ بن العاصؓ جب یہاں دیبل تشریف لائے تو انہوں نے لشکر کی قلت کے باوجود کمال بہادری دکھائی لیکن چونکہ ایک تو مجاہدین اسلام تعداد میں بہت کم تھے اور دوسری بات یہ کہ انہوں نے کوئی خاص منصوبہ بھی تیار نہیں کیا تھا۔ کیونکہ دیبل ایک ساحلی شہر تھا، یہاں اترتے ہی ایک خاص حکمت عملی کے تحت حملہ کرنا ہی کامیابی کا ضامن ہو سکتا تھا۔ یہ تمام تر مجاہدین اسلام دیبل میں شہید ہوئے۔ امیر لشکر حضرت مغیرہ بن العاصؓ نے گو کہ اپنے لشکر کو حمیت دلاتے ہوئے ہر ممکن کوشش کی کہ لشکر اسلام فاتح بن کر لوٹے لیکن چونکہ تعداد کی کمی اور نو وارد ہونے کی وجہ سے کوئی منصوبہ بندی بھی نہیں کی تھی جبکہ دیبل کے حاکم سامہ بن دیوائج نے مکمل منصوبہ بندی سے لشکر اسلام کا مقابلہ کیا، گرچہ تمام تر صحابہؓ شہید ہوگئے تاہم سندھ (پاکستان) کی سرزمین میں اولین صحابہ کرامؓ ہونے کے ناطے انہوں نے اپنی مبارک شہادت اور مقدس خون سے اسلام کا پیغام پہنچا دیا۔

21 ہجری میں بڑی سخت معرکہ آرائیوں کے بعد نہاوند فتح ہوا۔ 22 ہجری میں ایران کے اکثر صوبے مسلمانوں کے قبضے میں آ چکے تھے۔ جس سے ساسانی سلطنت کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ البتہ ابھی مکران، کرمان اور سیستان فتح کرنا باقی تھا۔ اب مجاہدین اسلام کی نظر ان تین صوبوں پر تھی کیونکہ خود یہ صوبے بھی اہم تھے اور یہ کہ تینوں صوبے سندھ کے لیے دروازے کی حیثیت رکھتے تھے۔ جن پر دولت خسروی کے مٹنے کے بعد وہاں کے صوبہ دار جو اس دور میں مرزبان کہلاتے تھے، متصرف تھے۔ اللہ کا کرنا کہ 23 ہجری میں ہی یہ تینوں صوبے بھی مسلمانوں کے ہاتھوں میں آ گئے۔ اب سندھ پر بری راستے کے ذریعے حملہ کرنا آسان ہو گیا۔ مکران پر گرچہ سب سے پہلے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے اپنی عراق کی گورنری کے زمانے میں حضرت ربیع بن زیادؓ کو بھیج کر قبضہ کر لیا تھا مگر چونکہ ابھی اچھی طرح تسلط قائم نہیں ہوا تھا کہ عرب لوگ واپس اپنے وطن چلے گئے تھے، اس لیے مکرانیوں نے پھر سے بغاوت کر کے ایک چھوٹی سی ریاست قائم کر لی تھی۔ اسی دور میں حضرت ربیع بن زیادؓ نے سبی اور عنوہ کو بھی سلطنت اسلامیہ میں شامل کر لیا تھا۔ جب آپؓ نے سبی فتح کر لیا اور مزید آگے بڑھنے کا ارادہ کیا تو اس وقت سندھ کے راجہ چچ نے آپؓ کو خبردار کیا کہ اگر آپ نے ایسی کاروائی کرنے کی کوشش کی تو آپ کا انجام بھی حضرت مغیرہ بن العاصؓ کی طرح ہوگا چنانچہ آپؓ نے اسی وقت گورنر عراق حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھ بھیجا، انہوں نے امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ کو صورتحال سے خبردار کیا، جنہوں نے سندھ میں مزید پیش قدمی سے انہیں روکا۔

23 ہجری میں حضرت حکم بن عمرو غفاریؓ کو مکران کی طرف بھیجا گیا۔ آپؓ ایک اعلیٰ درجے کے قابل سیاستدان تھے، آپؓ نے جا کر علاقے کا خوب

بقیہ صفحہ نمبر 21

پاکستان 14 اگست 1947 کو معرض وجود میں آیا، اس سے پہلے متحدہ ہندوستان تھا، اسے برصغیر بھی کہا جاتا تھا، مسلمانوں نے برصغیر پہ تقریباً آٹھ سو سال حکومت کی ہے، مسلم فاتحین نے یہ خطہ میدان جنگ میں ہندو راجوں مہاراجوں کو پے در پے شکست دے کر بزور بازو حاصل کیا تھا۔ سب سے پہلے محمد بن قاسم اس علاقے میں تشریف لائے اور انہوں نے راجہ داہر کو شکست دے کر مسلم ریاست کی اساس کا راستہ ہموار کیا۔ محمود غزنویؒ نے سترہ کے قریب حملے کر کے ہندوؤں کو عبرتناک شکست سے دوچار کیا۔ انہوں نے سومنات کا مندر بھی مسمار کیا۔ مغل بادشاہوں نے بھی بہت عرصہ یہاں حکومت کی۔ اورنگزیب عالمگیر مغلوں میں سے بہت نیک دل بادشاہ گذرے ہیں جنہوں نے عادلانہ طریقے سے نظام مملکت چلایا۔ دھیرے دھیرے مغل شہزادوں میں داخلی چپقلش، عیاشی اور انتشار پروان چڑھنے لگے۔ اسی چیز سے فائدہ اٹھا کر انگریز برصغیر پہ قابض ہوگیا۔ انگریز سے قبضہ چھڑانے کے لئے سلطان ٹیپو، نواب سراج الدولہ نے جنگیں لڑیں مگر اپنوں کی غداری نے انگریز کو تسلط کا موقع فراہم کردیا، جبکہ مذکورہ بالا دونوں شخصیات شہید ہوگئیں۔

علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے

جعفر از بنگال وصادق از دکن
ننگ ملت ننگ دیں ننگ وطن

پھر 1857 میں انگریز کے خلاف علم جہاد بلند کیا گیا جس کے روح رواں اکابر علماء دیوبند تھے۔ بظاہر اپنوں کی غداری کے سبب میدان میں شکست ہوگئی مگر عظیم تر قربانیوں اور شہادتوں کے باوجود علماء حق نے آزادی کی جدوجہد جاری رکھی۔ کبھی تحریک ریشمی رومال، تحریک خلافت، تحریک ترک موالات کی شکل میں اہل حق انگریز کے خلاف میدان سجاتے رہے اور کبھی دار ورسن کی تاریکیوں اعلاء کلمۃ اللہ کا مقدس فرض انجام دیتے رہے۔ انہی علماء حق کی مسلسل جدوجہد سے بوکھلا کر انگریز استعمار اس خطے سے بھاگنے پر مجبور ہوا۔ جس کے نتیجے میں دو آزاد ملک وجود میں آئے جنہیں ہندوستان اور پاکستان کہا جاتا ہے۔

انگریز نے اقتدار مسلمانوں سے چھینا تھا۔ وہ ہندوؤں کو مراعات دے کر مسلمانوں کو دباتا رہا۔ جب مسلمانوں نے دیکھا کہ انگریز کے بعد وہ ہندو کی غلامی میں جا رہے ہیں تو انہوں نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے تحریک پاکستان کی بنیاد رکھی۔ تحریک پاکستان میں بھی علماء دیوبند نے تاریخی کردار ادا کیا مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا مفتی شفیع عثمانی اور مولانا ظفر احمد عثمانی قائداعظم کے شانہ بشانہ آزادی پاکستان کی مقدس جدوجہد میں شامل رہے پاکستان کا پرچم کراچی میں مولانا شبیر احمد عثمانی جبکہ ڈھاکہ میں مولانا ظفر احمد عثمانی نے لہرایا۔

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی نماز جنازہ مولانا شبیر احمد عثمانی نے پڑھائی، بیشک مسلم لیگ اور اس کے قائدین کی سیاسی

جدوجہد پاکستان کی آزادی کا ایک روشن باب ہے لیکن اگر گہرائی سے جائزہ لیا جائے تو اس کی بنیادوں میں ٹیپو سلطان، سراج الدولہ، سید احمد شہید، شاہ اسماعیل شہید اور اٹھارہ سو ستاون کی جنگ آزادی کے شہداء کا مقدس لہو بھی موجود ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ تحریک پاکستان کے سیاسی قائدین کو خراج عقیدت پیش کرنے کے ساتھ ساتھ ان اکابر علماء اور شہداء کو بھی خراج تحسین پیش کیا جائے جنہوں نے انگریز کے خلاف شہادتیں پیش کیں اور دار ورسن کو آباد کیا علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے:

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر وسناں اول طاؤس ورباب آخر

تحریک پاکستان کے دوران برصغیر کے طول عرض میں یہ نعرہ بہت سنائی دیتا تھا، پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ یہی نعرہ ملک پاکستان کی بنیاد ہے جس نظریے پہ ملک کی بنیاد استوار ہوئی اسے دوقومی نظریہ کہا جاتا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ہندو اور مسلم دو الگ قومیں ہیں دونوں کا مذہب جدا ہے نظام حیات مختلف ہے لہذا دونوں قوموں کا مل کر رہنا ناممکن ہے مسلمان الگ ملک بنا کر وہاں اسلام کے نظام حیات کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔

یہی مبارک نعرہ اور عظیم نظریہ تھا جو کلمہ کی اساس کا حامل تھا۔ اس کی خاطر مسلمانان ہند نے آگ اور خون کا دریا عبور کیا۔ گھر جلا دئے گئے۔ ٹرینیں شہداء کی لاشوں سے بھر دی گئیں۔ بیٹیاں عزتیں بچانے کے لیے کنوؤں میں کود گئیں۔ الغرض کون سا ظلم تھا جو تحریک پاکستان کی پاداش میں مسلمانوں نے برداشت نہیں کیا۔ کم وبیش دس لاکھ انسانوں کے شہادت کے نتیجے میں پاکستان آزاد ہوا۔

اتنی عظیم قربانیوں کا یہ تقاضا تھا کہ جس نظریہ کی بنیاد پر ملک قائم ہوا تھا وہی نظریہ عملا یہاں نافذ کیا جاتا جس کا دوسرا نام نظام اسلام ہے مگر افسوس بوجوہ عملا ایسا نہیں ہو سکا ایک طبقے نے تو یہاں تک کہنا شروع کر دیا کہ قائد اعظم سیکولر پاکستان چاہتے تھے ان سے سوال ہے کہ اگر سیکولر ملک ہی بنانا تھا تو کیا ہندوستان پہلے سے سیکولر ملک نہیں تھا؟ پھر الگ سے ایک نیا سیکولر ملک بنانے کی کیا ضرورت تھی لہذا اس امر کو سمجھنا ضروری ہے کہ پاکستان کا نظریہ سیکولر ازم ہے، لبرل ازم ہیا ور نہ ہی نیشنل ازم ہے بلکہ پاکستان کا نظریہ سو فیصد مذہبی ہے جو کہ اسلام ہے اور اسلام میں قوم مذہب سے ہوتی ہے نہ کہ رنگ ونسل سے اسی بناء پہ بے دھڑک کہا جا سکتا ہے کہ لسانیت وصوبائیت، سیاسی ومذہبی فرقہ واریت اور سیکولر و لبرل عنصر ملک پاکستان کے نظریہ سے یقینی طور پہ متصادم ہے۔ اسی قسم کے انحراف کی وجہ سے ملک ماضی میں دولخت ہو چکا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ارباب حل وعقد نظریہ پاکستان اور نفاذ اسلام کو مقصد بنا کر وطن عزیز میں ایسے اقدامات سے گریز کریں جس سے نظریہ کمزور ہو کیونکہ جتنا بنیاد کمزور ہوگی اس کا اثر باقی عمارت پر بھی لازمی پڑے گا۔ فحاشی وعریانی کا سیلاب، مساجد کا انہدام، مندر وگردوارے کی تعمیر، مدارس کے خلاف زہریلا پراپیگنڈہ لسانیت اور فرقہ واریت کا فروغ یہ وہ اقدامات ہیں جن سے ملک کے بنیادی نظریہ پر مسلسل ضرب پڑ رہی ہے۔ یاد رکھیں! ہم صرف مسلمان ہیں اور ہمارا مفاد اسلام پہ عمل پیرا ہونے میں ہی ہے دونوں جہانوں کی کامیابی اسلام میں ہی مضمر ہے لہذا شہداء کے لہو سے وفا کا تقاضا ہے کہ ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں نفاذ اسلام کو یقینی بنائیں۔

بقول علامہ اقبال:

اپنی ملت سے قیاس اقوام مغرب پہ نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

...*...

جامعہ بنوریہ عالمیہ کے رئیس و مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحبؒ اپنے حصے کا کام کر کے اجر پانے کے لیے خالق کل کی بارگاہ میں حاضر ہو چکے ہیں۔ اس کالم میں ان کی چند اہم خوبیوں کو اس غرض سے ضبط میں لایا جا رہا ہے کہ اس میں ہم سب کے لیے پیغام عمل ہے۔

مفتی صاحبؒ کی عادت تھی کہ وہ اپنے ہوٹل، مکتبہ، سپر مارکیٹ سے بھی جتنی خریداری کرتے، اسی روز اس کا بل ادا کر دیا کرتے تھے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے: اجتماعی اموال کی چوری اور خیانت اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کی تلافی ممکن ہی نہیں۔ اس میں ان گنت لوگوں کا پیسا ہوتا ہے جن سے معافی مانگنا ممکن ہے اور نہ ہی ان کی رقوم انھیں لوٹانا۔ اس لیے اس گناہ سے بہت زیادہ بچنا چاہیے۔

عام طور پر کہا جاتا ہے: بڑے حضرات کانوں کے کچے ہوتے ہیں۔ جو چرب زبان ہو، اسی کی بات کو حرفِ آخر سمجھا جاتا ہے۔ کوئی شخص اگر مفتی صاحب کے پاس کسی کی شکایت لے کر جاتا تو مفتی صاحبؒ اس کی پوری بات سننے کے بعد، یک طرفہ فیصلہ نہیں کرتے تھے بلکہ اس دوسرے شخص سے رابطہ، استفسار اور جواب طلبی کرتے تھے اگر کوئی ان کا قریب ترین شخص بھی کسی بزرگ استاد یا انتظامی شخصیت کے حوالے سے کسی ایسے جذباتی پن کا اظہار کرتا جو اس شخصیت کے مقام و منصب یا عزت و وقار سے فروتر ہوتا تو مفتی صاحبؒ اس قریبی شخص کو سمجھاتے، اس کا غصہ ٹھنڈا کرتے اور مصالحت یا معافی پر آمادہ کرتے تھے۔ ان کی اس خوبی کا اظہار مذہبی و سیاسی معاملات میں بھی ہوتا رہا اور کئی متحارب فریقوں کو انھوں نے ایک میز پر بٹھایا۔

مفتی صاحبؒ بچوں کے ساتھ بچہ اور طلبہ کے ساتھ طالب علم بن جاتے تھے۔ وہ کسی خول میں بند ہونے کو بڑائی کا معیار نہیں سمجھتے تھے عصر کے بعد حفظ کے بچوں کے ساتھ مسجد کے فرش پر بیٹھ کر تلاوت سنا کرتے تھے۔ مطعم میں جا کر ملازموں کے ساتھ گھل مل جاتے تھے۔ مطبخ میں طلبہ کے درمیان بیٹھ کر ان کے ساتھ کھانا کھا لیا کرتے تھے۔ دفتر میں انہی کے دسترخوان پر ان کے خدام بھی بیٹھے نظر آتے تھے۔ اس حوالے سے مفتی صاحبؒ کسی رکھ رکھاؤ اور تکلف کے قائل نہیں تھے۔ لباس اور پہناوے میں بھی ان کی فروتنی و متانت اور سادگی کی جھلک صاف دیکھی جاسکتی تھی۔ ساری عمر سفید لباس اور جالی دار ٹوپی استعمال کی۔ واسکٹ اور جبہ کسی ناگزیر ضرورت کے تحت پہنتے بھی تو فوراً اتار دیتے تھے۔ پہلی بار ملنے والے کو پوچھنا پڑتا تھا کہ مفتی محمد نعیم کون سے ہیں یہ سادگی انھیں اپنے والد بزرگوار سے ورثے

ورثے میں ملی تھی۔قاری عبدالحلیم صاحبؒ انتہائی سادہ لباس پہنتے،خدام اور ملازمین کے ساتھ گھل مل جاتے اور جہاں اشراق، چاشت کا وقت ہوتا کاندھے سے رومال اتار کر بچھاتے اور نماز شروع کردیتے تھے۔

مفتی صاحبؒ کے لب ہمیشہ تلاوتِ قرآن سے رطب اللسان رہتے تھے۔ فرماتے تھے کہ ابا کے انتقال کے بعد تلاوت کی مقدار بڑھادی ہے اور کوشش کرتا ہوں کہ ابا روز جتنی تلاوت فرماتے تھے،اپنے معمول کے ساتھ اس کو بھی پورا کرلوں۔ اٹھتے بیٹھتے اور نوافل کے علاوہ ظہر اور عصر کی نمازوں میں بھی،جن کی امامت خود فرمایا کرتے تھے،لمبی لمبی سورتیں پڑھتے تھے۔ رمضان المبارک میں تراویح کے دوران آٹھ روزہ قرآن ختم کرتے تھے۔اِس رمضان سے پہلے طبیعت کافی خراب ہوئی، جس کی وجہ سے معالجوں نے تراویح میں ختم سنانے سے منع بھی کیا؛لیکن یہ معمول ترک کرنا گوارا نہ کیا اور پندرہ روزہ ختم سنایا۔یہ مفتی صاحبؒ کی کرامت تھی کہ اس قدر وزن بڑھ جانے،دل کے تین والو بند ہونے اور سانس کی مسلسل تکلیف کے باوجود اپنا معمول برقرار رکھا۔مفتی صاحبؒ کا ایمان تھا کہ قرآن ہی کے ذریعے امت کو ایک لڑی میں پرویا جاسکتا ہے۔وہ اِس بات کا بھی ادراک رکھتے تھے کہ طالع آزما متجد دین،قرآن کی آڑ لے کر لوگوں کو سنت سے برگشتہ کررہے ہیں۔ان کی بڑی چاہت تھی کہ اِس محاذ پر کام کیا جائے۔اپنی مصروفیات اورعوارض میں وہ خود اتنا وقت نہیں نکال پا رہے تھے کہ خود بیٹھ کر دورِ جدید کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن مجید کی تفسیر لکھیں۔مگر وہ ہتھیار ڈال کر بیٹھ رہنے کے بھی قائل نہ تھے،چنانچہ تفسیر کی تالیف کے لیے انھوں نے باقاعدہ ایک شعبہ قائم کیا اور ماہرین وفضلا کی جماعت کو مطلوبہ اہداف ومقاصد کے مطابق تفسیر لکھنے پر مامور کیا۔2005ء میں 'روح القرآن' نامی اس تفسیر کی تالیف کا کام شروع ہوا۔اب تک سولہ سپاروں پر مشتمل سات جلدیں شائع ہوچکی ہیں ۔آٹھویں جلد طباعت کے مراحل میں ہے۔اگرچہ یہ مفتی صاحبؒ کی تالیف نہیں،نہ ہی ان کے تفسیری افادات پر مشتمل ہے؛لیکن اس کا تمام کریڈٹ مفتی صاحبؒ کو جاتا ہے۔

تبلیغ کے ساتھ مفتی صاحب کی والہانہ وابستگی کسی تفصیل کی محتاج نہیں۔وہ برملا کہتے تھے میرے اجداد کو اسلام کی دولت تبلیغ کی وجہ سے عطا ہوئی۔والد گرامی کے تبلیغی مرکز کی مسجد میں کئی سال امام رہنے کی وجہ سے دعوت وتبلیغ سے محبت گویا مفتی صاحب کی گھٹی میں تھی۔تبلیغی اکابر بھی مفتی صاحب پر غیر متزلزل اعتماد کرتے تھے۔ باہمی مناقشے ہوں یا بیرون سے آنے یا بیرون جانے والی جماعتوں کے قانونی مسائل،بزرگوں کی نظر مفتی صاحبؒ اور ان کے ادارے ہی پر جاتی تھی۔ہندوستان کے تبلیغی اکابرین کے اختلافات کے حل کے لیے بھی مفتی صاحب ہی پر پاک وہند کے بزرگوں کی نگاہیں مرکوز تھیں۔وہ اس حوالے سے کوشاں بھی رہتے تھے۔انتقال سے چند گھنٹے پہلے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ وہ از خود دونوں طرف کے اکابر سے فون پر بات کرنا چاہتے ہیں،مگر داعی اجل کا پیغام آ پہنچا اور اس عالم اسباب میں ان کی یہ خواہش پوری نہ ہوسکی۔

عام طور پر دیکھا یہ گیا ہے کہ جو لوگ بھی تحقیقی ذہن رکھنے والے اور گہرے مطالعے کے شوقین ہوتے ہیں، وہ مسائل شرعیہ میں اپنا کوئی نہ کوئی تفرد اختیار کرلیتے ہیں؛ اور وہ اور ان کے معتقدین اسے نہ صرف ان کی جلالتِ علمی کی دلیل سمجھتے ہیں، بلکہ سب سے زیادہ زور بھی اسی تفرد پر صرف کرتے ہیں۔یہ سلسلہ ہمیں فقہا کے زمانے سے اب

تک تسلسل کے ساتھ نظر آتا ہے۔گلشن اقبال میں قائم جامعہ عربیہ احسن العلوم کے بانی و مدیر حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان دام ظلھم سے راقم نے 2000 میں دورہ تفسیر پڑھا؛ اگر یہ کہا جائے تو شاید مبالغہ نہ ہو کہ وہ روزانہ اپنے تفردات پر کئی کئی منٹ صرف کرتے تھے اور ان کو اتنی اہمیت دیتے تھے کہ بعض اہم امور بھی ان کی وہ توجہ حاصل نہ کر پاتے تھے۔ ایک ان پر موقوف نہیں، یہی عمومی رجحان رہا ہے۔شیخ الحدیث مفتی محمد نعیم کا کمال یہ تھا کہ ایک کہنہ مشق مصنف، کامیاب مدرس، وسیع المطالعہ عالم اور دقیق النظر فقیہ ہونے کے باوجود انھوں نے کسی حوالے سے کبھی کوئی تفرد اِختیار نہیں کیا۔کبھی جمہور کے خلاف رائے قائم نہیں کی۔ کبھی اپنی کسی تحقیق کو اپنے اکابر کی تحقیق کے مقابلے میں پیش نہیں کیا۔ ان کا ہمیشہ وہی مسلک ومشرب رہا جو ان کے اساتذہ کا تھا۔ جن لوگوں کو دو چار کتابیں پڑھ یا رٹ لینے کے بعد علمی ہیضہ ہونے لگتا ہے اور وہ اپنے بڑوں کی تغلیط کے در پے ہونے اور جمہور کے خلاف راہیں اپنانے لگتے ہیں، ایسوں کے لیے مفتی صاحب کی مندرجہ بالا خوبی میں یہ پیغام پوشیدہ ہے کہ تم چاہے جتنے بڑے محقق بن جاو اپنے بڑوں کا دامن تھامے رکھو، ورنہ شیطان اور نفس تمھیں جادہ حق اور صراطِ مستقیم سے دور گم راہی وخود رائی کے عمیق گھڑوں میں گرادیں گے۔

بقول شاعر

اپنے مرکز سے اگر دور نکل جاگے
خاک ہوجاگے افسانوں میں کھوجاگے

مفتی محمد نعیم چونکہ میڈیا کے حاضر باش لوگوں میں سے تھے۔ ہر پروگرام میں بلائے جاتے تھے۔ ہر طرح کے سوالات کا سامنا کرتے اور ہر طرح کے لوگوں کے ساتھ بیٹھتے تھے؛ اِس لیے اگر کسی موقع پر انھوں نے جمہور سے ہٹ کر کوئی بات کی بھی، یا کسی سوال کا جواب دیا بھی؛ تو یہ محض دفع الوقتی کے لیے تھا۔میڈیا کا سامنا کرنے والے لوگ ہی جان سکتے ہیں کہ اِس دشت کی سیاحی کے دوران کیا کچھ کرنا پڑ جاتا ہے۔سیاست سے جن حضرات کو دل چسپی ہے وہ بھی اِن مجبوریوں کا اِدراک کر سکتے ہیں۔جس طرح انھوں نے اِس بات کی مخالفت کی کہ مدارس کے طلبہ کو سیاسی اکھاڑے میں اتار کر مد مقابل پر اپنی عددی برتری کا رعب قائم کرنے کے لیے استعمال نہ کیا جائے؛ اسی طرح انھوں نے خود بھی اِس پر عمل کر کے دِکھایا۔ ان کا مؤقف واضح تھا کہ واضح تھا کہ یہ طلبہ و طالبات اِن کے سر پرستوں کی ہمارے پاس امانت ہیں اور انھوں نے اِن کو صرف اِس غرض سے ہمارے سپرد کیا ہے کہ ہم اِنھیں علوم دینیہ سے آراستہ کریں؛ اِنھیں کسی دوسرے مقصد میں اِستعمال کرنا اِن کے سر پرستوں کے ساتھ خیانت ہے، جس کا ہم سے روزِ محشر سوال ہوگا۔ مفتی صاحب کی ایک خوبی یہ بھی تھی کہ انھوں نے اپنے اِدارے کو ہر قسم کے قومی اور لسانی تعصب سے آلودہ ہونے سے بچائے رکھا۔ جامعہ بنوریہ عالمیہ چاروں صوبوں سے تعلق رکھنے والے اساتذہ وعملہ کا ایک حسین گل دستہ ہے۔ اللہ کرے یہی فضا قائم و دائم رہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مفتی محمد نعیمؒ کے درجات بلند فرمائے اور ان کے گلشن جامعہ بنوریہ عالمیہ کو شاد وآباد رکھے۔ آمین!

☆☆☆☆☆☆☆

مولانا ڈاکٹر محمد جہان یعقوب، تلمیذ مفتی محمد نعیمؒ و یکے از مرتبین تفسیر روح القرآن
دار التصنیف، جامعہ بنوریہ عالمیہ، سائٹ ،کراچی

اقوال ذریں

صحابہ کرامؓ سے محبت دراصل نبی کریم ﷺ سے محبت رکھنا ہے اور صحابہ کرامؓ سے بغض رکھنا دراصل نبی کریم ﷺ سے بغض رکھنا ہے

انتخاب: ذاکر اللہ صافی

پرچم، جھنڈا، عَلَم کسی بھی ملک و قوم کا امتیازی نشان اور اس کے عزت و وقار کی علامت ہوتا ہے۔

پاکستان کا قومی پرچم، پاکستانی قوم کا فخر ہے۔ پاکستانی قوم ہر سال یوم آزادی 14 اگست اور اہم قومی دنوں پر قومی پرچم خرید کر بڑے ذوق وشوق سے اپنے گھروں پر لہراتے ہیں۔ مگر کچھ تجارت پیشہ لوگ جن پر ہر چیز کو پرکشش بنانے کی دھن سوار ہوتی ہے قومی پرچم کو بھی نہیں بخشتے اور اس فعل بد پر انہیں کوئی روک ٹوک بھی نہیں ہوتی۔ وہ قومی پرچم کو بھی پرکشش بنانے کے لیے سبز رنگ سے ملتے جلتے رنگوں اور اُس پر مختلف قومی یادگاروں کی تصویریں چھاپ کر، قومی پرچم کا حلیہ ہی بگاڑ دیتے ہیں۔

پاکستان کے قومی پرچم کا دستوری اور آئینی حلیہ اور سائز مندرجہ ذیل ہے۔

نام:۔ پرچمِ ستارہ و ہلال

اختیاریت: 11 اگست، 1947

تناسب: 2:3 (چوڑائی سے ڈیڑھ گنا زیادہ لمبائی)

نمونہ:۔ تیز سبز رنگ، زمین پر سفید چاند (ہلالی شکل کا) اور ستارہ (پانچ کونوں والا)، بائیں جانب ایک عمودی سفید پٹی۔

کپڑا:۔ باریک اونی دوہرے کپڑے کے دونوں طرف سفید تلّے سے کڑھائی کیا ہوا چاند ستارہ۔

نمونہ ساز:۔ امیر الدین قدوائی

پاکستان کے قومی پرچم کا ڈیزائن امیر الدین قدوائی نے قائد اعظم کی ہدایت پر مرتب کیا تھا۔ یہ گہرے سبز اور سفید رنگ پر مشتمل ہے جس میں تین حصے سبز اور ایک حصہ سفید رنگ کا ہے۔ سبز رنگ مسلمانوں اور سفید رنگ پاکستان میں رہنے والی اقلیتوں کو ظاہر کرتا ہے جبکہ سبز حصے کے بالکل درمیان میں چاند (ہلال) اور پانچ کونوں والا ستارہ ہے، سفید رنگ کے چاند کا مطلب ترقی اور پانچ کونوں والے ستارے کا مطلب روشنی اور علم کو ظاہر کرتا ہے اور پانچ ارکان اسلام کلمہ، نماز، روزہ، حج اور زکوۃ کی طرف اشارہ بھی ہے۔

پاکستان کے قومی پرچم پر نہ کوئی عبارت لکھی جاسکتی ہے اور نہ کوئی تصویر بنائی جاسکتی ہے۔

پہلا پرچم ٹیلر ماسٹر افضال حسین نے اپنے ہاتھوں سے تیار کیا۔

قومی پرچم لہرانے کی افتتاحی تقریب میں قائد اعظمؒ کے ایما پر کراچی میں علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور ڈھاکہ میں مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے قومی پرچم لہرایا۔

قومی پرچم کے استعمالات اور سائز:

فلیگ پروٹوکولز کے تحت عمارتوں، گاڑیوں اور دفتروں میں میزوں پر لگائے جانے والے پرچم کی پیمائش مقرر ہے۔ قومی تقاریب میں لہرائے جانے والے پرچم کے چار سائز مقرر کیے گئے

ہیں۔اگر پرچم کی لمبائی 9فٹ ہوگی تو چوڑائی6.14فٹ رکھی جائے گی۔ لمبائی 10فٹ ہوگی تو چوڑائی6.23فٹ ہوگی، لمبائی18فٹ ہوگی تو چوڑائی12فٹ رکھی جائے گی اور اگر لمبائی 21فٹ ہوگی تو چوڑائی14 فٹ رکھی جائے گی۔عمارتوں پر لہرانے کے لیے پرچم کے دوسائز مقرر ہیں 3فٹ لمبے پرچم کی چوڑائی 2فٹ رکھی جائے گی اور 6فٹ لمبے پرچم کی چوڑائی 4فٹ رکھی جائے گی۔

سرکاری گاڑیوں اور کاروں پر 12انچ لمبا اور 8انچ چوڑا پرچم نصب کیا جائے گا۔ میزوں پر رکھنے کے لیے پرچم کی لمبائی سوا6 انچ اور چوڑائی سوا4انچ ہونی چاہیے

کسی سرکاری تدفین کے موقع پرلہرائے جانے والے قومی پرچم کا سائز درج ذیل ہوتا ہے۔اگر پرچم کی لمبائی 21فٹ ہوتو اس کی چوڑائی 14فٹ ہوگی،اگر لمبائی 18فٹ ہوگی تو چوڑائی12فٹ ہوگی،اگر لمبائی10فٹ ہوگی تو چوڑائی 6.23فٹ ہوگی اوراگر پرچم کی لمبائی9فٹ ہوگی تو چوڑائی6,14فٹ مقرر ہے۔

قومی پرچم کے لہرانے کی تقاریب:

پاکستان ڈے(23مارچ)،یوم آزادی(14اگست)،یوم قائداعظم (25 دسمبر) یا پھر حکومت کسی اور موقع پر لہرانے کا اعلان کرے۔

قومی پرچم لہرانے کے آداب

بوسیدہ، خراب اور غلط بنا ہوا پرچم نہیں لہرانا چاہیے۔

کوئی بھی دوسرا پرچم قومی پرچم سے اونچا نہیں لہرایا جاتا سوائے اقوام متحدہ کے پرچم کے لیکن صرف اقوام متحدہ کی عمارت پر۔

دیگر ممالک کے پرچموں کے ساتھ اگر اسے لہرایا جائے تو ہمیشہ اسے برابر کی بلندی پر لہرایا جاتا ہے۔

صوبائی فوجی یا کسی بھی دوسرے پرچم کے ساتھ لہرانے پر قومی پرچم ہمیشہ اونچا رکھا جاتا ہے۔

تین پرچموں میں قومی پرچم درمیان میں ہونا چاہیے۔

دو پرچموں میں قومی پرچم داہنی جانب (دیکھنے والے کے بائیں جانب)ہونا چاہیے۔

قومی پرچم سینے پر دائیں جانب جیب سے اوپر لگایا جائے۔

*قومی پرچم کسی بھی گاڑی کے پچھلے حصے پر نہ لہرایا جائے بلکہ پرچم گاڑی کے اگلے حصے پر اندر بیٹھے ہوئے شخص کے دائیں جانب لگا ہونا چاہیے۔

قومی پرچم دیوار پر اس طرح لگائیں کہ پرچم کا سفید حصہ دیکھنے والے کے بائیں جانب رہے۔

اسٹیج پر قومی پرچم مقرر کی داہنی جانب ہونا چاہیے۔

قومی پرچم سڑک پر لٹکائیں تو اس کا سفید حصہ اوپر کی جانب ہونا چاہیے۔قومی پرچم زمین سے نہیں لگنا چاہیے۔

قومی پرچم کو زمین یا کسی کے پیروں کو ہرگز نہیں چھونے دینا چاہیے۔

اندھیرا ہونے کے بعد قومی پرچم لہرایا نہیں جاتا۔

قومی پرچم سحر کے وقت لہرانا چاہیے اور شام کو اتار لینا چاہیے۔صرف ایک جگہ پاکستان کی پارلیمنٹ پر پرچم رات کو نہیں اُتارا جاتا اور اسے پوری رات مصنوعی روشنی کے ذریعے روشن رکھا جاتا ہے۔

جب جنگی صورتحال ہو یا ڈر ہو کہ دشمن حملہ کر کے شدید نقصان پہنچائے گا تو ایسی صورت میں الٹا پرچم لہرا کر ہنگامی بنیادوں پر مدد طلب کی جاتی ہے۔

قومی پرچم سرنگوں کرنے کے مواقع قائداعظمؒ کے یوم وفات(11ستمبر)، علامہ اقبالؒ کے یوم وفات(21اپریل) اور لیاقت علی خان کے یوم وفات (16

اکتوبر) پرقومی پرچم سرنگوں رہتا ہے یا پھر کسی اور موقع پر کہ جس کا حکومت اعلان کریں، پرچم کے سرنگوں ہونے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایسی حالت میں پرچم ڈنڈے کی بلندی سے قدرے نیچے باندھا جاتا ہے۔اس سلسلے میں بعض افراد ایک فٹ اور بعض دو فٹ نیچے بتاتے ہے۔

قومی پرچم لہرانے کے مقامات

سرکاری دفاتر کے علاوہ قومی پرچم جن رہائشی مکانات پر لگایا جا سکتا ہے ان میں ایوان صدر (ایوان صدر پر دو پرچم لہرائے جاتے ہیں صدر پاکستان کی عدم موجودگی میں ایک پرچم اُتار لیا جاتا ہے)، وزیر اعظم ہاؤس، چیئرمین سینٹ، سپیکر قومی اسمبلی، صوبوں کے گورنر، وفاقی وزراء یا وہ لوگ جنہیں وفاقی وزیر کا درجہ حاصل ہو، صوبوں کے وزراء اعلیٰ اور صوبائی وزراء، چیف الیکشن کمشنر، ڈپٹی چیئرمین آف سینٹ، ڈپٹی سپیکر قومی اسمبلی، صوبائی اسمبلیوں کے سپیکر، دوسرے ممالک میں پاکستانی سفیروں کی رہائش گاہیں شامل ہے۔ پہلے ڈویژن کے کمشنر اور ضلع کے ڈپٹی کمشنر کو بھی اپنی رہائش گاہوں پر قومی پرچم لگانے کی

اجازت تھی۔فاٹا کے کے پی کے میں انضمام سے پہلے قبائلی علاقوں کے پولیٹیکل ایجنٹ بھی اپنے گھر پر قومی پرچم لگا سکتے تھے۔جبکہ اس ہوائی جہاز، بحری جہاز اور موٹر کار پر بھی قومی پرچم لہرایا جاتا ہے کہ جس میں صدر پاکستان، وزیر اعظم پاکستان، وفاقی وزراء، چیئرمین سینٹ، سپیکر قومی اسمبلی، چیف جسٹس آف پاکستان، صوبوں کے گورنر، صوبوں کے وزراء اعلیٰ، صوبائی وزراء اور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سفر کر رہے ہوں۔

بحیثیت شہری ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم درست ڈیزائن کا پرچم لہرائیں اور جشنِ آزادی کے موقع پر لگائے گئے پرچموں کی حفاظت کریں اور جشنِ آزادی گزر جانے کے بعد ان پرچموں کو احتیاط کے ساتھ مناسب جگہ پر رکھنے کا اہتمام کریں۔

یاد رکھیں! زندہ قومیں کبھی بھی اپنے قومی پرچم کی بے حرمتی نہیں ہونے دیتیں، چاہے وہ ایک جھنڈی ہو یا چھوٹا سا بیج ہی کیوں نا ہو۔

یہ پرچموں میں عظیم پرچم
یہ عطاءِ رب کریم پرچم

.....*....

بقیہ پاکستان صحابہ رضی اللہ عنہم کی قدموں کا صدقہ ہے

سروے کیا اور جب آپؓ علاقہ بھر سے بخوبی آگاہ ہوئے تو اس کے بعد آپؓ نے وہاں کے لوگوں کے مزاج سے آگاہی ضروری سمجھی۔بعدازاں آپؓ نے وہاں کے لوگوں کی چال ان پر چلائی کہ ان کے اندر اس قدر بددلی اور مایوسی پھیلادی کہ ان میں اسلامی لشکر کا مقابلہ کرنے کی سکت باقی نہ رہی ،الغرض ان میں باہمی پھوٹ ڈال کر تقسیم کر دیا اور یوں بآسانی ان پر حملہ کر کے پورے مکران کو اپنے زیر اثر لے لیا۔بعدازاں آپؓ ہی مکران کے والی مقرر ہوئے۔حضرت حکم بن عمروؓ کی یلغار سے مکرانی چکرا چکے تھے۔امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کے پاس جب حضرت صحار عبدیؓ نے جا کر مال غنیمت پہنچا کر خوشخبری سنائی تو حضرت عمرؓ بہت خوش ہوئے۔

مکران کا یہ حصہ موجودہ بلوچستان میں شامل تھا ،اس وقت یہاں کا حکمران ہندو راجہ راسل تھا اور مکران اس وقت ہندوستان کا ایک اہم صوبہ تھا۔

جاری ہے-----

نظم کرونائی

دوشالا کسی کو، کسی کو جھالر، کسی کو درہم، کسی کو ڈالر
یہ سرد ملکوں کا زہر قاتل، یہاں پہ کیسے پنپ سکے گا
جو لاکھوں مرتے ہیں نزلہ کھانسی، دمہ کے دم سے، مہِ بہاراں
عجب تعجب ہے منصفوں پہ، کہ آگ جس نے لگائی گھر گھر
خدا کرے کہ، سمجھ نہ آئے، نجومیان وطن کی منطق
مری معیشت کی بے "نیازی"، بدونِ اسپاں ہی یکہ تازی
خدا کرے اب شتابی اترے، مرے وطن پر بھی فصل ڈالر
کروڑوں لوگو! یہ یارہ درہم سنبھال رکھنا، خیال رکھنا
کرونا کو رونا، تو بس کرو اب، مگر یہ سوچو نادان یارو!
ہمارے مذہب کے پاسدارو، سلام تم پر سلام تم پر

مفتی شکیل احمد

جامعہ محمدیہ اسلام آباد

کوئی تو دولت سے اشنان کرے گا، کوئی رہے گا سدا گداگر
مجھے تو اس کا یقین ہے یارو! کہ ہم مریں گے رہی سے ڈر کر
خدا ہی جانے مریں گے کتنے، کرونا کی اب وہ بھینٹ چڑھ کر
بری وہ ملزم "علی"، "بخاری" تلاشیاں لو، خدا کے گھر گھر
سوراخوں پر تو، دو پنبہ پنبہ، کھلا ہی تفتان کا، ہے بارڈر
ہیں الٹی جانب ہی چوکے چھکے، جگاڑی کپتان، اناڑی باولر
ہمارے چہروں سے چھکے اتریں، فری ہوں دستاں، زسینیٹا ئزر
یقین کس کو کہ لوٹ آئیں، ہزار بارہ کے پھر سوداگر
کہ ورلڈ آرڈر پر تیار ویکسین بنے گی کب تک ترا مقدر
کہ میری دھرتی پہ چل سکے گا، بدیسی فتوی نہ ہی سکالر

مسلم طلبہ محاذ

غلام شبیر منہاس

کورونا کی اس وباء نے جہاں ہر شعبہ زندگی کو متاثر کیا ہے وہیں تعلیم جیسے شعبے کو بھی ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ چار ماہ سے سکول، کالجز یونیورسٹیز اور مدارس کو تالے لگے ہوئے ہیں اور ان تالوں میں لگنے والا زنگ دراصل اس نسل کو لگ رہا ہے، جن کے قیمتی ترین شب وروز ضائع ہو رہے ہیں۔ اس سلسلہ حکومت نے اپنے طور پہ کئی ایک اقدامات کرنے کی کوشش کی مگر وہ بھی کارگر ثابت نہ ہوسکے۔ اس ضمن میں ملک بھر کی تعلیمی جماعتوں اور ملک بھر کے طلباء کیلئے کام کرنے والی طلباء تنظیموں کی تشویش دن بدن بڑھتی جارہی ہے۔ اور جون کے وسط تک یہ طلباء تنظیمیں اپنے اپنے طور پہ مختلف فورمز پہ جاکے دستک اور احتجاج ریکارڈ کرواتی رہی ہیں جو ایک احسن اقدام تھا۔ کیونکہ جس دور میں ہم لوگ جی رہے ہیں وہاں ہر طرف نفسانفسی کا سا عالم ہے۔ دوکاندار کو اپنی دوکان کھولنے، ٹرانسپورٹر کو اپنی گاڑی چلانے کی فکر تو ہے مگر اس نئی نسل جس نے کل اس ملک اور قوم کی بھاگ دوڑ سنبھالنی ہے، جو ہمارا مستقبل ہیں، بدقسمتی سے انکا بہت کم لوگوں کو خیال ہے کہ ان کا کیا بنے گا۔

اسی فکر کو پروان چڑھانے، انفرادی آوازوں کو اجتماعی آواز بنانے، ایک موثر آواز ارباب اقتدار تک پہنچانے، اس مسلہ کی حساسیت کو اجاگر کرنے اور آن لائن تعلیمی سسٹم میں طلباء کو درپیش مسائل سامنے لانے کے لیے ملک کی نامور اور صف اول کی طلباء تنظیم " مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان '' نے 18 جون 2020ء کے دن اسلام آباد میں ایک ایسی " تعلیمی بیٹھک " کا اہتمام کیا، جس میں ملک بھر کی طلباء تنظیموں کی مرکزی قیادت شریک ہوئی، جو ایک انتہائی احسن اقدام ہے۔ اس طلباء کی نمائندہ گول میز کانفرنس میں ملک بھر کے طلباء کو درپیش مسائل کا بڑی باریک بینی سے جائزہ لیا گیا اور اختتام پر نہ صرف ایک مشترکہ اعلامیہ جاری کیا گیا بلکہ ایک ایسی کمیٹی بھی تشکیل دی گئی جو اس سلسلہ میں حکومتی نمائندگان سے مذاکرات بھی کرے گی۔

18 جون کی اس طلباء تعلیمی بیٹھک میں ایم ایس او پاکستان کے مرکزی ناظم اعلی رانا زیشان صاحب بھی موجود تھے، ان کی تنظیم اور وہ خود میزبانی کے فرائض بھی سرانجام دے رہے تھے۔۔ ان کے علاوہ محسن خان عباسی چیئرمین ختم نبوت یوتھ الائنس، شہیر سیالوی چیئرمین اسٹیٹ یوتھ پارلیمینٹ، راجہ عمیر رہنماء اسلامی جمیعت طلباء، عمیر ڈوگر رہنماء اے ٹی آئی، جنید عارف عباسی رہنماء آئی ایس ایف، سید بلال حسن رہنماء مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ، امجد رضوی رہنماء یوتھ تحریک

لبیک پاکستان، مولانا عبدالروف صدیقی رہنماء نوجوانان توحید وسنت، عزیز الرحمٰن مجاھد رہنماء عافیہ موومنٹ پاکستان، نثار احمد صدر جماعت اسلامی کشمیر وبلتستان، عثمان فاروق ستی رہنماء پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن، عبید عباسی رہنماء مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن، سردار مظہر ناظم عمومی مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن اور بلال ربانی نے شرکت کی۔ یہ بلاتفریق مسلک بلاشبہ ایک بڑا اور بھرپور طلباء اجتماع تھا، جس کی اچھی خاصی بازگشت سنائی دی۔

ان کا موقف یہ تھا کہ آئن لائن کلاسسز کا اجراء کرنے سے پہلے یہ نہیں سوچا گیا کہ جو طلباء کشمیر، فاٹا اور بلتستان جیسوں علاقوں میں رہ رہے ہیں، جہاں نیٹ کی سہولت ہی موجود نہیں ان کا متبادل کیا ہوگا۔وہ نوجوان کلاسسز کس طرح اٹینڈ کریں گے اور امتحان کی کیا صورت ممکن ہو گی۔ اس پہ بعد میں سینیٹ کے منعقدہ اجلاس میں مسلم لیگ ن کے سینئر جنرل ریٹائرڈ عبدالقیوم نے بھی اظہار خیال کیا ہے کہ آدھے ملک میں نیٹ کی سہولت ہی نہیں تو پھر آن لائن کلاسسز کا اجراء کس طرح ممکن ہے۔ اسی طرح جب یونیورسٹیز بند ہیں تو پھر مختلف مد میں فیسیسز کس لیے لی جا رہی ہیں جس طرح کہ لائبریری فیس بدستور لی جا رہی ہے، اس پہ بھی نظر ثانی کی جائے۔

اس گول میز کانفرنس کا ایک مطالبہ یہ بھی تھا کہ جب دیگر تمام شعبہ جات ایس او پی کے تحت کھولے جا رہے ہیں تو انہی ایس او پیز کے تحت تعلیمی اداروں کو بھی اوپن کر دیا جائے۔ اس پہ بھی وفاقی وزیر تعلیم نے صوبوں سے تجاویز طلب کر لی ہیں جو ایک اچھا اقدام ہے۔ اسی طرح مدارس کے 35 لاکھ طلباء کا مستقبل بھی خطرے میں ہے۔ ان کے نہ تو امتحانات ہو سکے ہیں اور نہ ہی نئی کلاسسز اور داخلے ممکن ہوئے ہیں۔ تو اتنی بڑی تعداد میں طلباء جب فارغ ہوں گے تو انکا مستقبل کیا ہوگا، اس پہ بھی نظر ثانی کا مطالبہ کیا گیا۔

قادیانی کو پاکستان کے ہر شعبہ زندگی میں موجود کلیدی سیٹوں سے ہٹایا جائے

اسی طرح حالیہ لاک ڈاون کی وجہ سے چونکہ یونیورسٹیز کے اخراجات کم ہو گئے ہیں اس لیے طلباء سے بھی محض ٹیوشن فیس وصول کی جائے۔ بہت سے طلباء ایسے بھی ہیں جن کی مالی حالت پہلے ہی کمزور تھی، موجودہ حالات میں وہ معاشی طور پہ مزید کمزور ہو گئے ہیں، ان کو بلاسود قرضہ جات کی فراہمی کو ممکن بنایا جائے، کل جب یہ لوگ عملی زندگیوں میں جائیں گے تو یہ قرض واپس لوٹا دیں گے۔ ساتھ ہی طلباء کے اس نمائندہ اجتماع نے اپنا یہ موقف اور مطالبہ بھی دہرایا کہ قادیانی کو پاکستان کے ہر شعبہ زندگی میں موجود کلیدی سیٹوں سے ہٹایا جائے۔

اگر اس اجلاس کو بنظر غور دیکھا جائے اور اس کے مطالبات کو پڑھا جائے تو یہ ایک انتہائی مناسب اور بروقت اقدام دکھائی دیتا ہے اور اس پہ مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن بلاشبہ مبارکباد کی مستحق ہے جس نے خاموشی کو توڑا اور اپنی آواز کو موثر بناتے ہوئے تمام سٹیک ہولڈرز کو ساتھ ملا

کے ایک مثبت اقدام کیا اور بہتری کی عمارت میں اپنی طرف سے پہلی اینٹ نصب کی۔

اسی طرح مورخہ 4 جولائی 2020ء بروز ہفتہ مری کے مقام پر طلباء جماعت "مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان" کی میزبانی میں دوسری تعلیمی بیٹھک (گول میز کانفرنس) منعقد کی گئی۔ مری میں منعقد ہونے والی یہ تعلیمی بیٹھک میں ایک بار پھر طلباء کو درپیش مسائل پہ غور کیا گیا۔ اور ان کے حل کیلئے اجتماعی طور پر عملی جدوجہد کو تیز کرنے کا اعادہ کیا گیا۔

اس لحاظ سے ایک بار پھر یہ ایک کامیاب ترین کانفرنس تھی جس میں ملک بھر کی طلباء تنظیموں کی قیادت نے شرکت کی۔ اس میں مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کی طرف سے شہزاد عباسی، سردار مظہر اور بلال ربانی بطور میزبان وہاں موجود تھے، جو مری کی مقامی باڈی کے ساتھ تمام تر انتظامات بھی دیکھ رہے تھے۔ اس کے علاوہ۔ انجمن طلبہ اسلام (A T I)، پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن (PSF)، اسلامی جمعیت طلبہ (IJT)، تحریک لبیک پاکستان (TIP)، انصاف سٹوڈنٹس فیڈریشن (ISF)، اسٹیٹ یوتھ پارلیمینٹ (A Y P)، مصطفوی سٹوڈنٹس موومینٹ (MSM)، اہلحدیث سٹوڈنٹس (A H S)، ختم نبوت یوتھ فورم (K N Y F)، اور کشمیر یوتھ الائنس (KYA) کے قائدین نے شرکت کی۔

طلباء کی اس نمائندہ کانفرنس میں جو ایجنڈا جات زیر بحث آئے اور ان پہ غور وخوص کیا گیا وہ مندرجہ ذیل تھے۔

یکساں نصاب تعلیم اور نظام تعلیم کے لیے جدوجہد کرنا، تحفظ ختم نبوت، صحابہ و اھل بیت رضوان اللہ علیہ، استحکام پاکستان کے لیے طلباء برادری کو متحرک کرتے ہوئے اپنا بھرپور کردار ادا کرنا، ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی رہائی کے لیے جدوجہد کرنا، کشمیر، فلسطین، شام، اور برما سمیت دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کیلئے موثر آواز اٹھانا۔

ان ایجنڈا جات کی تکمیل کے لیے بیٹھک میں تعلیمی سیشن 2020، 2021 کے لیے "مسلم طلباء محاذ" کے نام سے ایک فورم بھی تشکیل دیا گیا۔ جو ملک بھر کے طلباء کو درپیش مسائل اور اس ایجنڈا پہ اپنا ہوم ورک کر کے قابل عمل بنانے کی جدوجہد کرئے گا، مسلم طلباء محاذ تمام طلباء تنظیموں کے افراد پہ مشتمل ایک ایسا حسین گلدستہ ہے، جو ایک نیک شگون بھی ہے اور طلباء برادری کے لیے ایک آس، ایک امید اور روشنی کی کرن ہے۔ یہاں مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان کے ناظم اعلیٰ رانا زیشان اور ان کی تمام ٹیم انتہائی مبارکباد کی مستحق ہے، جس نے اس کڑے وقت میں نہ صرف طلباء برادری کو درپیش مسائل کا احساس کیا بلکہ عملی میدان میں نکل کر عملی جامہ پہنانے کے لیے ایک مثبت اور ملکی لیول پہ فورم بھی تشکیل دیا ہے، یہ یقینی طور پہ طلباء برادری کی ایک بڑی خدمت، وقت کی ضرورت اور نیک شگون ہے۔

بقیہ اور کارواں بنتا گیا

یعقوب، سوشل میڈیا ایکٹوسٹ برادر محمد اعجاز اور ناظم کراچی برادر عادل انصاری نے ذمہ داران و کارکنان سے تربیتی گفتگو کی۔

12 جولائی بروز اتوار ایم ایس او کراچی کے ناظم بردار عادل انصاری، ناظم عمومی برادر دانش کمال اور معاون ناظم برادر شیر جہان نے ایم ایس او کالج یونیورسٹیز زون کا دورہ کیا، جس میں تنظیمی امور پر تفصیلی تبادلہ خیال ہوا، ایم ایس او کالج یونیورسٹیز زون کے ذمہ داران و کارکنان نے اس بات کا عزم کیا کہ 18 ذی الحجہ یوم شہادت حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یوم پر عظیم الشان سیمینار کا انعقاد کیا جائے گا۔

ایم ایس او کراچی کے ناظم اطلاعات برادر انعام الحق رحمانی نے کہا ہے کہ ایم ایس او کراچی 18 ذی الحجہ کی مناسبت سے ذی الحجہ کے مہینے میں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک شان عثمان ذوالنورین کا پیغام پہنچائے گی۔

حج ایک عاشقانہ عبادت

مولانا طارق نعمان گڑنگی

اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم کوئی انعامات عطا فرمائے اوران میں سب سے بڑاانعام یہ دیا کہ عبادت حج کوحضرت ابراہیمؑ اوران کے گھرانے کے نام منسوب کردیا۔حضرت ابراہیمؑ عاشق صادق تھے حج بھی عاشقانہ عبادت ہے۔ابتداء سے انتہاء تک پوری عبادت عشق سے عبارت ہے۔لوگ اپنے دل میں بیت اللہ کے طواف،وقوف عرفہ اورروضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہ حاضری کی جستجو لے کراحرام باندھ کے نکل پڑتے ہیں ہرسال انسانوں کا جم غفیر کئی ممالک سے ایک ہی مقام پہ اکھٹا ہوتا ہے اس کی کیاوجہ ہے اور یہ بھی کہ وہاں کیوں مذہبی رسومات ادا کی جاتی ہیں آخراس عبادت حج کی کیااہمیت ہے؟ان تمام باتوں پہ غورکرنے کے لیے ہمیں کلام الٰہی سے رہنمائی لینی چاہیے۔یہ عبادت بڑی محبوب ہے اس کی فضیلت اورشان کااندازہ اس بات سے لگایاجاسکتا ہے کہ قرآن میں ایک سورۃ نازل کی گئی اور یہ سورۃ قرآن مجید میں 17 پارہ میں ہے اس میں میرے پیارے رب نے حج کے احکام اورفضائل بیان کیے ہیں اوراس سورۃ کا نام ہی''سورۃ حج''رکھا گیا ہے،اس سورۃ کا آغاز اس آیت کریمہ سے ہوا ہے۔

یایھاالناس اتقو ربکم ان زلزلۃ الساعۃ شئی عظیم:

اے لوگو!اپنے رب سے ڈرو بے شک قیامت کازلزلہ ایک بڑی ہولناک شے ہے اس دن تم دیکھوگے کہ مائیں اپنے بچوں کودودھ پلانا چھوڑ دیں گیں حالانکہ ماں کی ممتا کوسب گوارا ہے بچے کی جدائی گوارانہیں لیکن اس روز مائیں اپنے بچوں کودیکھیں گی بھی نہیں ،قیامت کازلزلہ اتنا شدید ہوگا کہ حمل والیوں کےحمل گر جائیں گے یہ ایسی تنگی کا دن ہوگا کہ لوگ نشے اورمدہوشی کے عالم میں ہونگے قیامت کازلزلہ اتناشدید ہوگا کہ اس کی دہشت سے لوگوں کابراحال ہوگااور لوگ حواس باختہ نظرآئیں گے یہ سورۃ پڑھ کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں کاش کہ آج کامسلمان اس سورۃ کو دل کی تڑپ کے ساتھ تلاوت کرتا۔یہ سورۃ توحج کےمتعلق ہے لیکن ابتدائی آیات میں قیامت کاذکر ہے اب حج اورقیامت میں کیاجوڑ اورکیاربط ہے؟اس کاجواب یہ ہے کہ حج کی عبادت عرفات کے میدان میں حاضری سے ادا ہوتی ہے یہ ایک وسیع وعریض کھلامیدان ہے جہاں دنیابھر سے آئے ہوئے ہررنگ ہرنسل اور ہرزبان ہرقوم ہرعمر ہرشکل کے مسلمان جمع ہوتے ہیں۔یہاں بڑے چھوٹے ،شاہ وگدا میں کوئی امتیازنہیں سب کی ایک ہی حالت اورکیفیت ہوتی ہے یہاں سب کاایک ہی اعلان ہوتا ہے۔

لبیك اللھم لبیك ان الحمد والنعمۃ لك والملك لاشریك لك

لاکھوں فرزندان توحیدآج سے ہزاروں برس پہلے دی گئی ندائے ابراہیم کاجواب دینے کے لیے یہاں اکھٹے ہوتے ہیں اورساتھ ہی یہ اعلان بھی کرتے ہیں کہ

تیرا کوئی شریک نہیں تیری ذات تمام صفات کی مالک ہے سب نعمتیں تیرے قبضہ قدرت میں ہیں ،ملک بھی تیری ،حکومتیں بھی تیری ،بس ایک اعلان کے لیے ساری خدائی یہاں مرکزی مقام پہ اکھٹی ہوتی ہے یہاں جمع ہونے کا ایک مقصد تو یہ ہے کہ کل عالم اسلام کے مسلمان اجتماعی طور پر اللہ پاک کی الوہیت وعظمت اور کبریائی بیان کریں ۔دوسرا مقصد جو سورۃ حج کے آغاز میں ہے جس طرح میدان عرفات میں ہر رنگ نسل قوم ،زبان عقل وشکل کے مختلف انسان جمع ہیں اس اجتماع اوراس میدان سے میدان محشر اورآخرت کے اجتماع کی یاد تازہ کریں اورسوچیں کہ ایک دن وہ بڑا اجتماع بھی منعقد ہونے والا ہے جہاں اسی طرح دنیا بھر کی مختلف قوموں نسلوں اورمختلف زبانوں سے تعلق رکھنے والے انسان ہوں گے ۔یہ اجتماع دراصل میدان محشر میں ہونے والے اجتماع کی یاد تازہ کرنے کے لیے منعقد ہوتا ہے تاکہ امت مصطفیٰ ﷺ کے اعمال میں اخلاص پیدا ہو اوروہ دنیا ہی کے اندر اپنی اصلاح کرسکیں اسی مقصد کے لیے سورۃ حج کے آغاز میں میدان محشر کا منظر بیان کیا گیا ہے اوریہی وہ ربط ہے جو سورۃ حج میں بیان کر کے قائم کیا گیا ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حج کی وضع بالکل سفر آخرت کی سی ہے

مقصود یہ ہے کہ حجاج کو اعمال حج ادا کرنے سے مرنے کے بعد پیش آنے والے واقعات یاد آجائیں مثلاً شروع سفر میں بال بچوں سے رخصت ہوتے وقت سکرات موت کے وقت اہل وعیال سے رخصت ہونے کو یاد کرو۔اپنے وطن یا ملک سے باہر نکلتے وقت یہ سمجھو کہ تم فانی دنیا سے باہر نکل رہے ہو۔سواری کے جانور یا آج کل جدید سواری کو جنازہ کی چارپائی تصور کرو۔احرام کی چادر کو کفن کی چادر شمار کرو۔میقات حج تک پہنچنے میں جنگ بیاباں قطع کرتے وقت عالم برزخ یعنی قبر کی گہرائیوں کا تصور رکھو۔لبیک اللھم لبیک کو قبروں سے اٹھنے اورمیدان محشر کی حاضری صدا سمجھو غرضیکہ اسی طرح ہر ایک عمل میں عبرت اور ہر معاملہ آخرت کی یاد دہانی ہے

حج کا ایک اورمقصد یہ ہے کہ اس عبادت کے اندر اجتماعیت ہے ہمارا دین ایک عالمگیر دین ہے اگر کوئی شخص اپنے شہر کی مرکزی مسجد میں نماز ادا کرے تو پچاس نمازوں کا ثواب ملے گا اسی طرح اگر اوراہم جگہ چلا گیا تو ثواب بڑھ جائے گا یہاں تک کہ اگر مسجد اقصیٰ میں وہی نماز ادا کی گئی تو اسے پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملے گا اور بیت اللہ میں وہی نماز ادا کی گئی تو اسے ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملے گا اب سوچنے کی بات ہے کہ نماز وہی ہے ثواب میں زیادتی آتی گئی اس بات سے یہ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے اندر جوں جوں مرکزیت اوراجتماعیت بڑھے گی اجروثواب میں کئی گنا اضافہ ہوتا جائے گا۔حج بیت اللہ اورمیدان عرفات میں مسلمانوں کی وحدت فکر اوروحدت عمل کا سب سے بڑا اجتماع ہوتا ہے اللہ پاک کے نزدیک مسلمانوں کے اجتماع اوراتحاد میں اتنی برکت ہے کہ وہ ذات رحیم سابقہ گناہ ہی بخش دیتی ہے۔اتحاد میں برکت ہے ،حج کا سب سے بڑا مقصد یہی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اتحاد کی سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائے اللہ پاک ہم سب کو حج بیت اللہ نصیب فرمائے (آمین)

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان کی ملک بھر میں تسلسل سے جاری رہنے والی تربیتی،
فکری،نظریاتی اور تعلیمی سرگرمیوں کی کارگزاری پر مشتمل مقبول عام سلسلہ

اور کارواں بنتا گیا

مرتب **اعزازالحق عباسی** (مرکزی ناظم اطلاعات MSO پاکستان)

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن خیبر پختون خواہ

MSO ضلع مانسہرہ

ایم ایس او ضلع مانسہرہ نے سیشن 2020-21 کہ آئندہ کہ لائحہ عمل کیلئے ضلعی عاملہ کی تشکیل سے پہلے ضلع بھر کہ دورہ اور تمام متعلقین وسابقین کو آئندہ ہونے والے اِجلاس میں بلانے کا فیصلہ کیا گیا۔

اِس فیصلے کی روشنی میں ضلع ناظم عبدالواحد خانخیل نے تحصیل بالاکوٹ ،گڑھی حبیب اللہ،چھترپلین ،بٹل ،جبوڑی ،اوگی ، مانسہرہ سٹی اورمضافات کا تفصیلی دورہ کیاا ور تمام سابقین و متعلقین کو اجلاس کی دعوت دی جو کہ 28 جون کو منعقد ہوا۔شوریٰ کہ اجلاس میں ضلع بھر سے تمام سابقین و متعلقین نے بھرپور شرکت کی۔

اجلاس میں سیشن 2020-21 کیلئے عاملہ کا اِنتخاب کیا گیا جسمیں ضلع ناظم عبدالواحد خانخیل ،معاون ناظم نذیر احمد ناظم عمومی ناصر کشمیری، ناظم اطلاعات معاویہ عمر، معاون اطلاعات عبدالوحید ایوبی ، ناظم مالیات احمد مجتبیٰ معاون مالیات سجاداللہ اور ناظم تربیتی امور فیصل شہزاد منتخب ہوئے۔

نومنتخب ذمہ داران سے مرکزی ناظم تربیتی امور سعید ہزاروی نے خلف لیا۔بعد ازاں تحصیلوں کہ کنوینئرز کا بھی اعلان کیا گیا 4 جولائی کو ضلعی عاملہ کا اجلاس ہوا جسمیں ضلع بھر کہ اندر تنظیم سازی کا فیصلہ کیا گیااور ماہ جولائی میں تحصیل بالاکوٹ ،گڑھی حبیب اللہ سٹی مانسہرہ اوگی اور شنکیاری میں تنظیم نو کا اعلان کیا گیا۔اس فیصلے کی روشنی میں 5 جولائی کو شنکیاری میں سیدنا صدیق اکبرؓ یونٹ کا انعقاد کیا گیا۔

یونٹ کہ نومنتخب زمہ داران سے مرکزی ناظم تربیتی امور سعید ہزاروی نے خلف لیا۔

11 جولائی کو سابقہ امیر شوری MSO پاکستان آنجناب ملک مظہر جاوید ایڈوکیٹ صاحب مع مرکزی ناظم مالیات خنیف خان صاحب نے ضلع مانسہرہ کا دورہ کیا اور اس موقع پر ایک کامیاب نشست کا انعقاد کیا گیا۔

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن صوبہ پنجاب

رپورٹ: بلال ربانی

MSO ضلع راولپنڈی

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن راولپنڈی کے زیراہتمام 14 جون 2020 بروز اتوار کو شمس آباد میں عید ملن پارٹی بعنوان "تعلیمی بیٹھک " کا انعقاد کیا گیا، جس میں مہمانِ خصوصی مرکزی ناظم عمومی مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان سردار مظہر تھے۔عید ملن پارٹی کی تقریب سے مرکزی ناظم عمومی مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان سردار مظہر، ناظم ایم ایس او ضلع راولپنڈی اُسامہ قریشی، ناظم ایم ایس او بورے والا محمد وسیم ، دلاور ملک، فاروق معاویہ سمیت دیگر راہنماوؤں نے شرکت کی۔

MSO تحصیل مری ضلع راولپنڈی

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن تحصیل مری ضلع راولپنڈی کے زیر اہتمام 4 جولائی 2020 بروز ہفتہ کو سہ پہر 3 بجے

جھیکا گلی میں آل سٹوڈنٹ پارٹیز اجلاس "بعنوان" تعلیمی بیٹھک کا انعقاد کیا گیا، آل سٹوڈنٹ پارٹیز اجلاس میں ملک گیر طلبہ تنظیمات کے راہنماوؤں نے شرکت کی جس میں مرکزی ناظم عمومی ایم ایس او پاکستان سردار مظہر، چیئرمین سٹیٹ یوتھ پارلیمنٹ شہیر سیالوی، مرکزی صدر جمعیت طلبہ اسلام (س) خزیمہ سمیع الحق، تصوری کاظمی 'راہنما اسلامی جمعیت طلبہ، مرکزی نائب صدر انجمن طلبہ اسلام محمد حسنین رضوی، مرکزی معاون ناظم اعلیٰ ایم ایس او پاکستان شہزاد عباسی، محمد زبیر 'پی ایس ایف' محمد محسن 'اہل حدیث یوتھ'، چیئرمین ختم نبوت ﷺ یوتھ فورم محسن خان عباسی، راجہ دانش بختیار 'راہنما TLP یوتھ' سمیت دیگر طلبہ تنظیموں نے بھرپور شرکت کی۔

اجلاس سے اختتام پر آل سٹونٹ پارٹیز اجلاس کا اعلامیہ جاری کیا گیا جس میں طلبہ مسائل کے حل کے لئے مشترکہ طور پر مسلم طلبہ محاذ کا اعلان کیا گیا۔

تفصیلات کے مطابق مسلم طلبہ محاذ کے مرکزی صدر عبید عباسی (مرکزی کنوئیر ایم ایس ایف) مرکزی جنرل سیکرٹری شہیر سیالوی (چیئرمین سٹیٹ یوتھ پارلیمنٹ) مرکزی ترجمان سردار مظہر (مرکزی ناظم عمومی ایم ایس او پاکستان) کو منتخب کیا گیا، مسلم طلبہ محاذ میں دیگر طلبہ تنظیمیں شوریٰ کے رکن ہونگی۔

MSO ضلع اٹک

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن ضلع اٹک کی عاملہ نے 12 جولائی بروز اتوار تحصیل جنڈ اور پنڈی گھیب کا تنظیمی دورہ کیا، مختلف احباب مسلم سے ملاقاتیں کیں، مدارس کے مہتممین اور سیاسی و سماجی شخصیات سے ملاقاتیں ہوئیں۔ اس دورے میں مختلف تربیتی نشستیں ہوئیں۔

ترغیبی و تمہیدی گفتگو ناظم ضلع اٹک نے کی۔ تنظیمی گفتگو رکن شوریٰ MSO پاکستان ماسٹر طارق صاحب نے کی۔ بعد از نشست اجلاس میں تحصیل جنڈ اور پنڈی گھیب کے کنوینرز منتخب کیے گئے۔ کنوینر تحصیل جنڈ, بھائی عبدالوہاب , معاون: بھائی عمران حیدر , کنوینر پنڈی گھیب :عبدالمنان معاون, محمد ظہران، حمزہ افضل عیدالاضحیٰ کے بعد ان شاء اللہ تمام کنوینر باڈیاں مکمل کی جائیں گی۔

MSO ضلع ساھیوال

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن ضلع ساہیوال کی باڈی تشکیل دے دی گئی، صوبائی ناظم عمومی پنجاب عبدالرؤف چوھدری اور معاون اطلاعات پنجاب کی زیر نگرانی ناظم عبدالحنان، ناظم عمومی پروفیسر عبدالرحمان، ناظم اطلاعات انوارالحق منتخب ہوئے۔

ہیلپ ٹرسٹ ساہیوال کے زیر اہتمام ضلع ساہیوال میں 3 لاکھ تک کا راشن تقسیم کیا گیا ضلع ساہیوال شہر اور چیچہ وطنی شہر اور دیگر دیہاتوں میں چیئرمین ہیلپ ٹرسٹ ملک مظہر جاوید ایڈووکیٹ کے حکم پر تقسیم کیا گیا جو صوبائی معاون ناظم اطلاعات ونشریات ایم ایس او پنجاب ملک عمر سلطان کی زیر نگرانی تقریباً 200 مزدور اور دیہاڑی دار طبقہ افراد کے گھروں تک پہنچایا گیا۔ ایم ایس او چیچہ وطنی کے زیر اہتمام عید ملن پارٹی رکھی گئی، جس میں ذمہ داران و کارکنان نے شرکت کی۔

MSO بورے والا

بورے والا میں 50 ہزار تک کا راشن تقسیم کیا گیا، مولانا محمد احمد معاویہ رکن شوری اور وہاڑی کے ناظم وسیم الحسن کی نگرانی میں تقسیم کیا گیا ،جو مختلف گھروں تک پہنچایا گیا۔ بوریوالہ ضلع وہاڑی کی کنوینر باڈی تشکیل دی گئی، جس کا ذمہ دار ملک فہد اعوان کو منتخب کیا گیا۔

MSO ضلع لاھور

ایم ایس او لاہور یونٹ حیدر کرار ؓ نے علاقہ

بھر میں کرونا وائرس سے بچنے کے لیے احتیاطی تدابیر کے پمفلٹ تقسیم کیے، یونٹ سیدنا عثمانؓ نے ہیلپ ٹرسٹ کے زیر اہتمام 8 لاکھ 50 ہزار روپے جمع کیے، جس میں چھ لاکھ 40 ہزار کا راشن تقسیم کیا گیا، دس ہزار گلگت بھیجا اور 2 لاکھ روپے کی عیدی غریب گھرانوں میں تقسیم کی گئی۔ یونٹ سیدنا عثمانؓ نے علاقہ میں فری ماسک بھی تقسیم کیے

ایم ایس او ضلع لاہور کے زیر اہتمام ایک ہفتے کا تربیتی سیشن رکھا گیا، جس میں مختلف عنوانات سے دروس قرآن دئے گئے ۔ایم ایس او لاہور کے زیر اہتمام 21 جون کو پریس کلب لاہور کے مقام پر حقوق طلبہ واک کا قیام عمل میں لایا گیا ،جسکی قیادت معاون ناظم پنجاب بلال حیدری بھائی نے کی۔ ایم ایس او شعبہ اطلاعات کے زیر اہتمام مختلف عنوانات سے اخبارات میں خبریں بھی لگائی گئیں۔

مسلم اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن کراچی ڈویژن

رپورٹ: انعام الحق رحمانی

6 مارچ بروز جمعۃ المبارک مسلم اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن صوبہ سندھ کی شوریٰ کا اجلاس سابق مرکزی امیر شوریٰ برادر ملک مظہر جاوید ایڈوکیٹ کی زیر صدارت منعقد ہوا، جس میں ایم ایس او کراچی ڈویژن سیشن 2020/21 کی نئی عاملہ تشکیل دی گئی۔ نئے سیشن میں کراچی ڈویژن کے ناظم برادر عادل انصاری، ناظم عمومی دانش کمال، معاون ناظم شیر جہان، ناظم اطلاعات انعام الحق رحمانی، ناظم مالیات ملک اسامہ، معاون محمد اسامہ، ناظم تربیتی امور عماد الدین منتخب ہوئے۔

7 مارچ بروز ہفتہ ایم ایس او شمالی زون کے ناظم برادر نوید احمد، ناظم عمومی برادر عقیل زادہ کی تقریب ختم بخاری شریف میں، مرکزی ناظم عمومی برادر سردار مظہر، ناظم ایم ایس او سندھ برادر فیضان شہزاد، ناظم مالیات برادر ملک اشتیاق، ناظم کراچی برادر عادل انصاری و دیگر نے شرکت کی، اس موقع پر فارغ التحصیل ہونے والے ذمہ داران کو اعزازات سے بھی نوازا گیا۔

9 مارچ بروز پیر ایم ایس او سینٹرل زون کے ناظم برادر عبدالمنان اور ناظم عمومی برادر حیات زمین کی تقریب ختم بخاری شریف میں مرکزی ناظم عمومی برادر سردار مظہر کی معیت میں ڈویژنل، صوبائی اور سابقین ذمہ داران نے شرکت کی، اس موقع پر فارغ التحصیل ہونے والے ذمہ داران کو اعزازات سے بھی نوازا گیا۔

12 مارچ بروز جمعرات مسلم اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن کراچی ڈویژن کے زیر اہتمام ورکشاپ برائے ذمہ داران کے عنوان سے تربیتی نشست کا انعقاد کیا گیا، جس میں مرکزی ناظم عمومی برادر سردار مظہر نے خصوصی گفتگو کی، اس موقع پر مرکزی معاون ناظم عمومی برادر عمر فاروق اور ایم ایس او سندھ کے ناظم برادر فیضان شہزاد نے بھی شرکت کی۔

13 مارچ بروز جمعۃ المبارک ایم ایس او جنوب مشرقی زون کے ذمہ دار برادر کلیم اللہ اعظم کی تقریب ختم بخاری شریف میں مرکزی ناظم عمومی برادر سردار مظہر، معاون ناظم عمومی برادر عمر فاروق، ناظم ایم ایس او کراچی برادر عادل انصاری معاون ناظم مالیات برادر محمد اسامہ و دیگر نے شرکت کی، اس موقع پر فارغ التحصیل ہونے والے ذمہ دار کو اعزازات سے بھی نوازا گیا۔

16 مارچ بروز پیر مسلم اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن کراچی ڈویژن کے ذمہ داران نے باہمی مشاورت سے کراچی کے تمام اضلاع کے کنوینئر ذمہ داران منتخب کیے۔ غربی زون کے کنوینئر محمد حماد، شمالی زون کے کنوینئر محمد شعیب، سینٹرل زون کے کنوینئر

ملا محمد حسن، جنوب مشرقی زون کے کنوینئر محمد اسامہ، جنوبی زون کے کنوینئر فضل الرحمان، مشرقی زون کے کنوینئر ملک اسامہ اور کالج یونیورسٹیز زون کے کنوینئر ناظم محمد رضوان کو منتخب کیا گیا۔

17 مارچ بروز منگل کو ایم ایس او کراچی ڈویژن کے سابق ناظم برادر آصف نواز بھائی کے والد کے انتقال پر کراچی ڈویژن کے ذمہ داران تعزیت کے لیے ان کی رہائش گاہ پہنچے، اس موقع پر مرکزی معاون ناظم عمومی برادر عمر فاروق، ناظم تربیتی امور سندھ برادر مفتی عبدالرازق اور مرکزی رکن شوریٰ برادر دانش مراد بھی موجود تھے۔

20 مارچ بروز جمعۃ المبارک ایم ایس او کراچی ڈویژن کے سابق ناظم اطلاعات برادر عدیل معاویہ کی تخصص فی الفقہ کی اختتامی تقریب دستار فضیلت میں مرکزی معاون ناظم عمومی برادر عمر فاروق، سابق ناظم اعلیٰ برادر صفدر صدیقی، مرکزی رکن شوریٰ برادر دانش مراد، ناظم ایم ایس او سندھ برادر فیضان شہزاد، ناظم کراچی برادر عادل انصاری، معاون ناظم برادر شیر جہان، ناظم عمومی برادر دانش کمال و دیگر نے شرکت کی، اس موقع پر برادر عدیل معاویہ کو اعزازات سے بھی نوازا گیا۔

22 رجب المرجب یوم وفات حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مناسبت سے اس دن ان کی اسلامی خدمات پر انہیں خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے منایا گیا، اس موقع پر کراچی میں رکشوں کے پیچھے اور مختلف عوامی تشہیری مقامات پر پینا فلیکس آویزاں کیے گئے، اخبارات میں پریس ریلیز شائع کروائی گئی جبکہ سوشل میڈیا پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسلامی خدمات پر انہیں خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے ان کا تعارف اور ان کے کارناموں کو بیان کیا گیا۔

23 مارچ بروز پیر ایم ایس او کراچی ڈویژن کے تحت یوم پاکستان منایا گیا، اس موقع پر سوشل میڈیا پر کمپئین چلائی گئی اور اخبارات میں پریس ریلیز بھی جاری کی گئی۔

30 مارچ بروز پیر ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی گرفتاری کے دن کی مناسبت سے ناظم ایم ایس او کراچی برادر عادل انصاری کا سوشل میڈیا پر پیغام جاری کیا گیا۔

25 مارچ تا 05 اپریل کورونا وائرس سے بچاؤ کے لیے ایم ایس او پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ برادر رانا محمد ذیشان کے حکم پر شعور و آگہی رجوع الی اللہ مہم چلائی گئی، کراچی میں اس موقع پر سوشل میڈیا کمپئین چلائی گئی جبکہ اخبارات میں پریس ریلیز بھی شائع کروائی گئی۔

01 اپریل بروز بدھ کو اسلام مخالف تہوار اپریل فول کے مقابل "ٹروتھ ڈے" منایا گیا۔

01 اپریل سے مئی کے وسط تک ایم ایس او کراچی ڈویژن کے ذمہ داران نے ہیلپ ٹرسٹ کے تعاون سے کورونا وائرس کی بنیاد پر کیے گئے لاک ڈاؤن کے پیش نظر کراچی کے مختلف مقامات پر 900 سفید پوش گھرانوں میں راشن و نقد رقم تقسیم کی گئی۔

11 اپریل بروز ہفتہ ایم ایس او سندھ کے ناظم برادر فیضان شہزاد کے والد کے جنازے میں ناظم مالیات ایم ایس او سندھ برادر ملک اشتیاق کے ہمراہ کراچی ڈویژن کے ناظم برادر عادل انصاری، ناظم عمومی برادر دانش کمال، معاون ناظم برادر شیر جہان، ناظم اطلاعات برادر انعام الحق رحمانی و دیگر نے شرکت کی اور دعائے مغفرت کی گئی۔

21 اپریل بروز منگل شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے یوم وفات پر ان کو بھرپور خراج تحسین پیش کیا گیا۔

22 اپریل بروز بدھ ایم ایس او غربی زون

کے معاون کنوینئر برادر احتشام الحق کے ولیمے کے موقع پر کراچی ڈویژن کے ناظم بردار عادل انصاری، ناظم عمومی برادر دانش کمال اور معاون ناظم برادر شیر جہان و دیگر نے شرکت کی۔

استقبال رمضان

مسلم اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن کراچی ڈویژن کے تحت سوشل میڈیا اور پرنٹ میڈیا پر استقبال رمضان کے حوالے سے بھرپور انداز میں مہم چلائی گئی، اس موقع پر اخبارات میں پریس ریلیز، سوشل میڈیا پر پوسٹیں اور ناظم تربیتی امور سندھ برادر مفتی عبدالرازق اور سابق ناظم کراچی برادر مفتی محمد عافیت صدیقی کے ویڈیو پیغامات ریکارڈ کروا کر چلائے گئے۔

3 رمضان المبارک یوم وفات سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مناسبت سے ان کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے منایا گیا۔

10 رمضان المبارک یوم وفات ام المؤمنین حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مناسبت سے اس دن کو ان کی اسلامی خدمات پر خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے منایا گیا۔

15 رمضان المبارک یوم فتح مکہ کی مناسبت سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے جانثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قربانیوں اور کاوشوں کو سراہتے ہوئے اس دن کو ان مبارک ہستیوں کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے منایا گیا۔

17 رمضان المبارک یوم غزوہ بدر و یوم وفات ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مناسبت سے اسلام کے پہلے معرکے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں موجود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خراج عقیدت اور امت مسلمہ کی ماں حمیرا، طیبہ، طاہرہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اسلامی خدمات پر انہیں خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے منایا گیا۔

21 رمضان المبارک یوم شہادت خلیفہ چہارم حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی مناسبت سے ان کی اسلامی خدمات پر انہیں خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے منایا گیا۔

26 رمضان المبارک ایم ایس او غربی زون کے تحت ورکشاپ برائے ذمہ داران کا انعقاد کیا گیا، جس میں سابق ناظم کراچی برادر آصف نواز نے خصوصی گفتگو کی۔

27 رمضان المبارک ایم ایس او شمالی زون کے تحت ورکشاپ برائے ذمہ داران کا انعقاد کیا گیا جس میں ناظم کراچی برادر عادل انصاری نے خصوصی گفتگو کی۔

27 رمضان المبارک یوم آزادی پاکستان کی مناسبت سے منایا گیا۔

نوٹ: رمضان المبارک میں ہونے والی تمام ایکٹیویٹیز کی سوشل میڈیا پر کمپئین چلائی گئی جبکہ اخبارات میں پریس ریلیز بھی شائع کروائی گئی۔

11 رمضان المبارک تا 25 رمضان المبارک ایم ایس او کراچی کے تحت رمضان فنڈ اسکیم چلائی گئی، جس میں طلبہ کے بنیادی مسائل پر ان کی مدد اور غریب طلبہ کو امداد جاری کی گئی۔

14 مئی بروز جمعرات اسلام کے عظیم ہیرو ٹیپو سلطان شہید کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے منایا گیا۔

22 مئی عید الفطر کے موقع پر ایم ایس او کراچی ڈویژن کے ناظم بردار عادل انصاری کی جانب سے تمام ذمہ داران، کارکنان اور سابقین کے نام مبارک باد کا پیغام جاری کیا گیا۔

عید الفطر کے دوسرے روز سے ساتویں روز تک کراچی میں موجود سابقہ ذمہ داران سے

کراچی ڈویژن کا وفد عید ملنے گیا۔

اس موقع پر مفتی عبدالرازق، مولانا عبد الرحمٰن، مولانا اسماعیل یوسف، مولانا جہان یعقوب، مولانا نذیر کا غانی، مولانا آصف نواز، برادر ملک اشتیاق، مولانا دانش مراد، برادر محمد اسلم، برادر عمر فاروق، برادر نور المبین، مولانا گل زبیر، برادر فیضان شہزاد، برادر ارسلان، مفتی عبدالقادر جعفر و دیگر سے ملاقاتیں کیں، واضح رہے کہ ان ملاقاتوں کے دوران مختلف زونل ذمہ داران ڈویژنل ذمہ داران کے ہمراہ رہے۔

24 مئی بروز اتوار ایم ایس اوسینٹرل زون کے سابق ناظم اطلاعات برادر محمد اسلم حنفی کے والد کی ناظم کراچی برادر عادل انصاری اور معاون ناظم برادر شیر جہان نے SIUT ہسپتال میں عیادت کی۔

28 مئی یوم تکبیر پر ڈاکٹر عبدالقدیر خان سمیت ملک کے دیگر گمنام سپوتوں کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔

15 شوال المکرّم یوم شہادت حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مناسبت سے ان کی اسلامی خدمات پر انہیں خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے منایا گیا۔

05 جون ایم ایس او پاکستان کے تحت یوم احتجاج کے موقع پر حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو بھرپور خراج تحسین پیش کیا گیا، جبکہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی قبر مبارک کی بےحرمتی کرنے والوں کے خلاف اقوام متحدہ اور او آئی سی سے اقدامات کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

07 جون بروز اتوار ایم ایس او کراچی کے ناظم عمومی برادر دانش کمال نے کالج یونیورسٹیز زون کا دورہ کیا، جس میں انہوں نے کالج یونیورسٹیز زون کے ذمہ داران و کارکنان سے تفصیلی تنظیمی امور پر گفتگو کی۔

14 جون بروز اتوار مسلم اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن کراچی ڈویژن کے تحت تربیتی نشست برائے ڈویژنل ذمہ داران کے عنوان سے نشست منعقد کی گئی، جس میں سابق ناظم اعلیٰ برادر صفدر صدیقی نے خصوصی گفتگو کی اور ذمہ داران کو ان کی ذمہ داریوں کے حوالے سے تفصیلی معلومات فراہم کیں۔

22 جون بروز پیر کو جامعہ بنوریہ عالمیہ سائٹ کے مہتمم مفتی محمد نعیم رحمہ اللہ کے جنازے میں کراچی ڈویژن کے ناظم برادر عادل انصاری ناظم عمومی برادر دانش کمال، معاون ناظم برادر شیر جہان نے شرکت کی، اس موقع پر سابق ناظم اعلیٰ برادر صفدر صدیقی، مرکزی معاون ناظم عمومی برادر عمر فاروق، مرکزی رکن شوریٰ برادر دانش مراد سینٹرل زون کے کنوینئر ناظم ملا محمد حسن بھی موجود تھے۔

27 جون بروز ہفتہ ایم ایس او سندھ کے ناظم برادر فیضان شہزاد، ناظم کراچی برادر عادل انصاری، ناظم عمومی برادر دانش کمال، ناظم اطلاعات برادر انعام الحق رحمانی اور کالج یونیورسٹیز زون کے کنوینئر ناظم بردار محمد رضوان و دیگر نے جماعت اسلامی کے سابق امیر سید منور حسن رحمہ اللہ کے جنازے میں شرکت کی اور ان کی دینی خدمات پر ان کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔

28 جون بروز اتوار ایم ایس او کراچی کے وفد کی جامعہ بنوریہ عالمیہ میں مفتی محمد نعیم رحمہ اللہ کے بھائی مفتی عبدالمنان حفظہ اللہ سے ملاقات ہوئی جس میں ان سے مفتی محمد نعیم رحمہ اللہ کی رحلت پر تعزیت کی گئی، اس موقع پر ناظم کراچی نے تعزیتی بیان بھی ریکارڈ کروایا۔

05 جولائی بروز اتوار ایم ایس او کراچی ڈویژن کے زیر اہتمام تربیتی نشست بعنوان "تعلیمی بیٹھک" رشید آباد میں منعقد کی گئی، جس میں مرکزی رکن شوریٰ برادر دانش مراد، سابق ذمہ دار مولانا جہان

بقیہ صفحہ نمبر 24